ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

# الحکم

۷ مارچ ۱۹۱۱ء نمبر ۹ جلد ۱۵

قادیان دارالامان

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت چوہر حالمیں پیشگی لیجائیگی

عوام سے ... ... - (صہ)

خواص سے ... ... (عا)

ہندوستان کے باہر ... (دستے)

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے رف ... ... (۱۲)

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے







انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

اور تمہارے گناہ بخش دیئے جاویں۔ یعنے گناہ آلود زندگی پر موت وارد نہ ہوجاوے۔ تو اس کی ایک ہی راہ ہے کہ میری اتباع کرو۔ اب غور کا مقام ہے۔ کہ یہ آئت آپ کی اعلیٰ درجہ کی مطہر زندگی کے لئے کیسی زبردست دلیل ہے۔ اگر آپ کا نمونہ کامل نہیں تھا تو پھر یہ حکم کیسے مل سکتا ہے جو ایک ناواقف شخص کہہ سکتا ہے کہ خود ہی دے لیا۔ لیکن جب ہم تاریخی واقعات پیش کرتے ہیں۔ کہ کس طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی متبع قوم کی کایا پلٹ دی اور اللہ تعالیٰ کے حضور عبداللہ بنا کر پیش کر دیا۔ تو یہ دعویٰ خیالی نہیں رہ جاتا۔ بلکہ ایک فیکٹ اور ٹروتھ کا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔

اس آئت سے ایک اور عجیب بات بھی معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ انسان اپنی کسی خود تراشیدہ طرز ریاضت و مشقت اور جپ تپ اور مجاہدہ سے اللہ تعالیٰ کا محبوب اور قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ انوار و برکات الٰہیہ کسی شخص پر نازل نہیں ہو سکتے۔ جب تک وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں فنا اور گم نہ ہو۔ میں بلا خوف لومۃ لائم یہ کہنے کو تیار ہوں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح پر اپنی جماعت کو سلوک کی منزلیں طے کرائیں اور تمام مدارج طے کرا کر آخر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ کے مقام پر انہیں جا کھڑا کیا۔ وہی طریق بابرکت اور مفید ہو سکتا ہے۔ اسے چھوڑ کر اگر کوئی اور امر اختراع کر لیا جاوے۔ تو تھوڑی دیر کے لئے ممکن ہے کہ انفرادی طور پر کسی کے لئے مفید ہو۔ مگر وہ بطور اصل اور امہات کے نہیں ہو سکتا۔ میں بعض کے اس بیان سے اتفاق نہیں کر سکتا۔ کہ قرآن مجید سے ہر استنباط کرنے والا انسان حق پر ہو سکتا ہے؟ گویا قرآن کریم کیا ہوا؟ معاذ اللہ! ایک موم کی ناک ہوا۔ جس نے جدھر چاہا پھیر لیا وہ قول فصل ہے وہ نور ہے وہ ہدایت ہے۔ وہ شفا اور رحمت ہے۔ وہ حکم ہے اختلاف مٹانے کو آیا ہے۔ اس سے اختلاف پیدا نہیں ہوتا۔ جو لوگ محکمات کو چھوڑ کر متشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں۔ وہ غلطی کھاتے ہیں۔ ایسا ہی یہ سچ نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی امور اصلاح کے لئے ایسے بھی رکھے ہوں کہ جو کسی خاص شخص کو بتا دیئے ہوں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ شریعت کا اتنا ہی کام ہے۔ کہ وہ بیرونی اصلاح کرے۔ میں اس کو قرآن مجید کے خلاف پاتا ہوں۔ قرآن مجید نے جو یگانہ فخر اسلام کو دیا ہے اور جسے ہم دوسری قوموں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ وہ یہی ہے کہ اُس نے ایسی شریعت ہمیں عطا کی ہے۔ جو تزکیہ نفوس کرتی ہے۔ قرآن مجید وحشیوں کو انسان اور انسانوں سے بااخلاق انسان اور پھر باخدا انسان بناتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ اور لائف میں ادنےٰ سے ادنےٰ واقعات بھی محفوظ پاتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک معمولی اور طبعی فعل کے وقت بھی ایک ہدائت دیتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص پاخانے جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دُعا پڑھو۔ اللّٰھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث کیا کسی ہادی اور رہنما کی تعلیم میں یہ بات مل سکتی ہے۔ ایک

ظاہر بین انسان رموز شریعت پر غور نہ کرنے والا انسان شائد اس کو ہنسی میں اُڑا دے اور کہے یہ کیا بچوں یا اوہام پرستوں کی سی باتیں ہیں۔ مگر سُنو! اس کی تہ میں وہ فلسفہ ہے۔ جو کسی انسان کو نہیں دیا گیا۔ بجز اس کے جو اعلیٰ درجہ کے مقام تزکیہ نفس پر ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ انسان کے اندر پاخانہ کے خارج کرنے کے لئے ایک طبعی جذبہ ہے۔ اور وہ ایک گندگی ہے۔ ایسے موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہدائت فرماتے ہیں۔ کہ اے اللہ جس طرح پر گندگی کے دور کرنے کے میرے اندر ایک جوش اور جذبہ رکھدیا ہے۔ اسی طرح پر تمام قسم کی گندگیوں اور آلودگیوں کو جو روحانی کثافت کا موجب ہوتی ہیں۔ دور کر دے۔ اسی طرح ہر موقعہ پر آپ نے کوئی نہ کوئی روحانی تعلیم دی ہے۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور آپ کے نقش قدم پر چلنا ہی اللہ تعالیٰ کے قرب اور حصول محبت کا ذریعہ ہے۔ جو شخص آپ کی محبت میں گم ہو جاوے اور آپ کی اطاعت اور پیروی میں ہر قسم کی موت اپنی جان پر وارد کر لے۔ اس کو وہ نور ایمان۔ محبت اور عشق دیا جاتا ہے۔ جو غیر اللہ سے رہائی دلا دیتا ہے اور گناہوں سے رستگاری اور نجات کا موجب ہو جاتا ہے اسی دُنیا میں وہ ایک پاک زندگی پاتا ہے اور نفسانی جوش جذبات کی تنگ و تاریک قبروں سے نکل آتا ہے۔ اسی کی طرف یہ حدیث اشارہ کرتی ہے انا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی یعنے میں وہ مُردوں کو اُٹھانے والا ہوں جس کے قدموں پر لوگ اُٹھائے جاتے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ وہ علوم جو مدار نجات ہیں۔ یقینی طور پر بجز اس حیات کے حاصل نہیں ہو سکتے۔ جو بتوسط روح القدس انسان کو ملتی ہے۔ اور قرآن شریف کی یہ آئت پکار کر کہہ رہی ہے۔ کہ وہ حیات روحانی صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے ملتی ہے۔ پس اس آئت سے بھی آپ کی اعلیٰ درجہ کی مطہر زندگی کا ثبوت ملتا ہے۔ پھر آپ کی اعلیٰ درجہ کی پاکیزہ زندگی پر وہ آئت دلیل ہے۔ جو آپ نے بطور تحدی پیش کی وقد لبثت فیکم عمرا افلا تعقلون یعنی تم میں میں نے اپنی عمر کا ایک حصہ گذارا ہے۔ تم کیوں نہیں سوچتے۔ کسی غیر ملک غیر قوم اور بے حس قوم کے سامنے کوئی شخص ممکن ہے۔ کہ اس قسم کا دعویٰ کرے اور خاموش رہے۔ مگر عربوں کی قوم میں جنہوں نے حریت اور دلیری کی آب و ہوا میں پرورش پائی ہو۔ ایک ایسا مدعی دعویٰ کرے۔ جو ان کے مذہب کو پاش پاش کرنے والا ہو۔ مگر پھر بھی وہ خاموش رہیں۔ اور کوئی الزام آپ پر نہ رکھ سکیں۔ یہ زبردست شہادت ہے۔ جس کا جواب کوئی مادہ پرست انسان کبھی نہیں دے سکتا۔

غرض اس طرح پر قرآن مجید میں بہت سی آیات ہیں۔ بلکہ قرآن مجید آپ کی سیرۃ کا آئنہ ہے۔ جیسا کہ آپ کے حالات کی محرم اور واقف حضرت صدیقہ عارفہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول بھی اس کی تصدیق کرتا ہے وکان خلقہ القرآن۔

قرآن کریم کی تعلیم اور ہدائت پر آپ نے عمل کر کے دکھا دیا۔ اور اسی لئے فی الحقیقت آپ کے اخلاق اور سیرۃ کے لئے قرآن مجید سے بہتر کوئی آئینہ نہیں ہے۔

برادران میں نے شروع میں کہا تھا۔ کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایک متمدن ہستی بنایا ہے اور انسان اور خدا کے درمیان انبیا علیہم السلام بطور واسطہ ہوتے ہیں جن کے پاک نمونے ایسے لوگ پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو صلح کاری پھیلاتے ہیں اور اتباع حق سے ہنگامہ ہستی کی رونق ہوتے ہیں۔ یہ پاک لوگ جب خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ تو ایسے دُنیا سے منقطع اور متبتل ہوتے ہیں۔ گویا اس جہان سے قطعاً مر گئے ہیں۔

چنانچہ اسرار نبوت کی ایک ہی راز دان عورت صدیقہ مطہرہ کہتی ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی حالت بھی وارد ہو جاتی تھی۔ کہ اُس وقت مجھے نہیں پہچانتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تبتل تام کی حقیقت اس واقعہ سے ظاہر ہوتی ہے۔ جس پر کج فہم اور حقیقت سے ناآشنا لوگوں نے اعتراض کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہجد پڑھا کرتے تھے اور بعض اوقات حضرت عائشہ آپ کے سامنے لیٹی ہوئی ہوتی تھیں۔ میں اس کے باریک اسرار پر بحث نہیں کرتا۔ مگر آپ کو اور ایسے معترضین کو یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ یہی وہ اعلیٰ درجہ کا مقام تھا۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال اخلاص اور اپنے قویٰ پر پوری حکومت ایک طرف اور خدا تعالیٰ میں محویت اور فنا دوسری طرف ثابت ہوتی ہے۔ ظالم طبع۔ غرض اس واقعہ کو آپ کی شہوت پرستی پر محمول کرتا ہے۔ مگر انصاف شرط ہے کہ وہ شخص جو تاریک رات کی سُنسان گھڑیوں میں اُٹھتا ہے۔ اور ایسے وقت کہ کوئی اس کے متبعین میں سے اس کو دیکھتا نہیں۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور عبادت کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ کیا وہ معمولی انسان ہو سکتا ہے؟ کسی ریفارمر کی زندگی میں ایسی مثال پیش کر سکتے ہو جب تک اعلیٰ درجہ کی طہارت اور تزکیہ نفس اُسے حاصل نہ ہو۔ اور وہ بالکل باخدا اور مخلص اور مقام صدق پر نہ کھڑا ہو۔ ایسے وقت میں عبادت کے لئے کھڑا ہونا کیونکر ہو سکتا ہے۔ پھر اتنی ہی بات نہیں۔ جوان اور محبوب بیوی پاس ہو۔ اور وہ اُس کے حضور قلب اور توجہ الی اللہ میں ذرا بھی مخل نہ ہو سکے یہ اعلیٰ درجہ کی روحانیت اور خدا پرستی کی دلیل ہے۔ یا شہوت پرستی کی۔ مگر افسوس کہ ان عقل کے اندھوں کو یہ کمالات دکھائے کس طرح جائیں۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی حقیقی تمدن کا نمونہ ہے۔ اور آپ کا چال چلن سچی تہذیب اور اس جہان کی روشنی ہے۔

پس سنو! ہماری اصطلاح میں معاشرت۔ تمدن۔ سیاست وہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے۔ اور آپ کی

غرض و غائت ہی یہی تھی۔ کہ تمدن اعلیٰ درجہ پر پہنچ جاوے حضور سرورِ عالم کی زندگی کامل انسان بننے کے لئے کافی سامان اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور درحقیقت کوئی انسان ایسا نہیں ہوا۔ کہ جس کی زندگی سے تمام انسانی ضروریات کے تمام شعبے تربیت پا سکیں یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی زندگی کے واقعات کو سب سے زیادہ صاف اور روشن اور اکمل طور پر جہان میں رکھا ہے جہاں تک کہ آپ کے کھانے پینے۔ ضروری حاجات اور بیویوں تک سے معاشرت کے معاملات سب کے سب محفوظ ہیں۔ کسی ہادی کی زندگی میں ایسی نظیر مل سکتی ہے؟

### هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين

آپ کی پاکیزہ فطرتی اور کمالات کا یہی ثبوت کافی ہے۔ کہ کوئی واقعہ اپنی زندگی کا آپ نے مخفی نہیں کیا۔ میں آپ کے کس کس اخلاق پر بحث کروں۔ آپ کامل خاوند ہیں۔ میاں بیوی کے تعلقات جس قسم کے ہونے چاہئیں۔ جو خدا تعالیٰ نے اس رشتہ میں مقصود رکھے ہیں۔ وہ آپ کی معاشرہ میں دیکھو۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔ وعاشروهن بالمعروف۔ اس وقت اگر میں اس امر پر بحث کروں۔ کہ اسلام سے پہلے عورتوں کی کیا حالت تھی۔ اور عورت کے ساتھ دنیا نے کیا سلوک کیا تھا۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر کیا کیا اور کیا اصلاح فرمائی۔ تو یہ مضمون بجائے خود ایک مبسوط اور مستقل کتاب چاہتا ہے۔ اور میں نے بحمد اللہ اس پر ایک کتاب لکھی ہے۔ جو ابھی طبع نہیں ہوئی اور اس کا نام ہے "اسلام میں عورتیں" غرض قرآن مجید نے یہ حکم دیا اور آپ نے فرمایا خیرکم خیرکم لاھلہ اب اس حکم کی تعمیل اور تکمیل آپ کی زندگی میں دیکھو۔ ایک عام دنیادار جس کی ایک ہی بیوی ہو۔ بسا اوقات تنگ آجاتا ہے۔ لیکن یہ کامل انسان باوجودیکہ ایک نہیں نو بیویاں رکھتا ہے۔ لیکن جب دیکھو راحت و مسرت میں ہے۔ اور جب کسی بیوی کے پاس بیٹھتا ہے گویا بہشت میں ہے۔ کسی قسم کا تکدر اور ملال آتا ہی نہیں۔ کیا کوئی شخص گمان کر سکتا ہے۔ کہ ضعیف اور کمزور جنس کی طرف سے اتنے دراز عرصہ میں کوئی ایسی ادا یا حرکت خلاف طبع سرزد نہ ہوئی ہوگی تجربہ اور عرف عام گواہ ہے۔ کہ خانہ نشین ہم پہلو سے کبھی نہ کبھی کوئی امر خلاف مرضی صادر ہو ہی جاتا ہے۔ مگر بایں وہ ٹھنڈا دل اور مطمئن قلب قابل غور ہے۔ جس نے اتنی مدت میں کسی قسم کے رنج اور منغض عیش کی آنچ تک نہ چھوئی ہو۔ جب تک وہ کڑوا گوشت کا ٹکڑا جو تمام زہروں کا مخزن اور ہر قسم کے غل و حسد اور کینہ اور عداوت کا منشا ہے۔ اور جو اس عالم میں دوزخ در بغل ہے۔ اگر کسی شخص سے قطعاً مسلوب نہ ہو چکا ہو۔ اور خدائے قدوس کے دستِ خاص سے اس کا تزکیہ اور تطہیر اور شرح صدر نہ کیا ہو۔ یہ کیفیت پیدا نہیں ہو سکتی۔ اب سرورِ عالم کی زندگی کے واقعات پڑھ جاؤ کہ کس وقار اور سکون کے ساتھ حضور گھر میں رہتے ہیں۔

ایک شخص جس نے ساری عمر شادی ہی نہیں کی۔ وہ عورت اور مرد کو کیا ہدایات دے سکتا ہے۔ ہم اس کی اخلاقی اور معاشرتی زندگی کا نمونہ اگر بہ حیثیت ایک شوہر کے دیکھنا چاہیں تو کہاں سے لائیں۔ پنڈت دیانند جی کا تو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ذکر کرنا بھی گناہ سمجھتا ہوں۔ اس شخص کی زندگی کی کوئی خصوصیت ہی نہیں رکھتی۔ کہ اتنے بڑے عظیم الشان انسان سے اس کا مقابلہ کیا جاوے لیکن بہ حیثیت نبی ہونے کے حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی میں اگر بہ حیثیت ایک شوہر کے کوئی نمونہ دیکھنا چاہیں تو وہ کہاں ہے؟ اسی طرح پر بہت سے دوسرے ریفارمروں اور ہادیوں کی حالت ہے۔ جن کی زندگی کے واقعات محفوظ نہیں۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دوست کی حیثیت سے دیکھو۔ صحابہ کے ساتھ عظیم الشان تعلق ہے اس تعلق میں بہت سی باتیں ہیں۔ منجملہ ایک یہ ہے۔ جس کی اللہ تعالیٰ کی مجید کتاب نے بھی گواہی دی ہے بالمومنين رؤف رحيم۔ اس سے یہ سبق نکلتا ہے۔ کہ مامور من اللہ کی شناخت کا یہ بھی ایک طریق ہے۔ کہ مومنین کے ساتھ رؤف اور رحیم ہو۔ میں اپنی بولی میں ایسا کوئی لفظ نہیں پاتا۔ جس سے رؤف کا مفہوم ادا کر سکوں۔ رؤف کے لفظ سے آپ کے سلیم قلب کی تصویر نظر آتی ہے۔ اس لفظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ صحابہ گواہی دے رہے ہیں۔ کہ آپ میں کیا رافت اور کرم ہے۔ اسی رافت اور کرم کا تقاضا ہے۔ کہ یہ رحیم کریم انسان رات دن مخلوق کی نفع رسانی میں کوشش کرتا ہے۔ ناتوانوں اور اپاہجوں کو کما کر کھلاتا ہے۔ مہمانوں کی مدارات اور مسافروں کی مواساۃ کرتا ہے۔ بیماروں کی خبرگیری کرتا ہے۔ دکھ درد میں جو مبتلا ہیں۔ ان پر آنسو بہاتا ہے۔ جو یتیم بچے رہ جاتے ہیں۔ یا جو قرض چھوڑ دیں۔ ان کے لئے کہتا ہے۔ کہ وہ میرے ذمہ ہیں۔ مگر ورثہ کے لئے کہتا ہے کہ وہ وارثوں کو ملے۔ بے تکلف ایسا کہ بازار میں اپنے ایک خادم سے پیچھے سے جا کر پیار کر لیتا ہے۔ آپ ایک باپ ہیں۔ آپ کے گیارہ بچے فوت ہوئے ہیں۔ کس کمال صبر سے خدا تعالیٰ کی قضا و قدر سے پوری موافقت کا اظہار کرتے ہیں۔ غزوات میں آپ نے دکھایا ہے۔ کہ ایسے وقت میں جبکہ غضب کی طاقتوں اور انتقام کی قوتوں کے کمال ہیجان کا وقت ہوتا ہے۔ اور پھر خونی دشمن کے مقابل ہیں جو ہر طرح کے قانون ملکی اور شرعی اور عرفی کے رو سے سخت سزا کے قابل ہیں۔ آپ کے نفس کی باگ بالکل خدا تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔ لا تعتدوا ان الله لا يحب المعتدين کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اکمل۔ اطہر اور احلم سیرۃ کی زبردست شہادت ہے۔ کیونکہ جب دشمن اور سفاک دشمن سے جنگ چھڑ جاوے۔ اور طبیعتوں میں فوق العادت اشتعال ہو۔ تو اس صورت میں کیونکر ممکن ہے۔ کہ کوئی حد انتقام لینے اور سزا دینے کے لئے قائم رکھی جاوے۔ اور اعتدا سے پرہیز ہو۔ مہذب سے مہذب قومیں (بزعم خود) آج موجود ہیں۔ اور باوجود ہیگ کانفرنسوں کے انعقاد کے اس وقت تک جنگ دنیا سے نہیں ہٹ سکی۔ کہا جاتا ہے کہ طریق جنگ اور طور انتقام بدل گیا ہے۔ مگر خطرناک جنگوں میں اعدا کے ساتھ جو کچھ مشاہدہ میں آتا ہے۔ عیاں ہے مگر ہمارے سید و آقا روحِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک فطرت کی یہ آواز ہے اور ایسی لڑائی میں اور مکی دشمنوں کے ساتھ کہ جنگ میں جذبات نفس سے ملی ہوئی کوئی کارروائی نہ کرو ہر ایک کارروائی اس حد اعتدال تک ہو۔ جس سے امن قائم ہو جاوے۔ اور فتنہ دور ہو۔ فخر موجودات کی زندگی ایسے نمونوں سے بھری ہوئی ہے اور آخری کارروائی جو فتح مکہ پر وہاں کے واجب القصاص لوگوں سے کی ہے۔ آپ کی لانظیر عفو کو ثابت کرتی ہے اور وہ یہ کہ ان سب کو معاف کر دیا کہ

### لا تثريب عليكم اليوم

یہ ایسی مثالیں ہیں۔ کہ دوسری جگہ پائی نہیں جاتی ہیں۔ حضرت مسیح کو وہ قدرت علی الانتقام میسر کب ہوئی۔ جو ہم اس کا نمونہ دیکھتے۔ غرض آپ واعظ ہیں۔ مقنن ہیں۔ امام ہیں۔ ہادی ہیں۔ مفتی ہیں۔ کمانڈر انچیف ہیں۔ قاضی ہیں۔ قصہ مختصر فضیلت کے ہر شعبہ کے افسر ہیں۔ اور بات تو یہ ہے۔

### بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ایک دانشمند اور منصف مزاج آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اور کمالات پر غور کرنے سے اچھی طرح معلوم کر سکتا ہے کہ آپ کا دلی ارادہ اور مقصود بالذات کیا تھا؟ صرف یہی کہ انسان کو باخدا انسان بنا دیں۔

چالیس سال تک کامل سچائی۔ راستی اور وفاداری اور ملک کی خیر خواہی سے زندگی بسر کی۔ عرب کی تاریخ اس امر کی گواہ ہے اس حالت میں بھی آپ امین اور مامون اور راستباز مشہور تھے۔ معاملہ کی صفائی اور دیانت اور امانت کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ خدیجۃ الکبریٰ نے آخر آپ کو اپنا شوہر منتخب کیا۔ اور پچاس برس سے زیادہ عمر تک آپ نے اسی ایک بیوی خدیجہ سے زندگی بسر کی۔ جس کے ساتھ آپ کا پچیس برس کی عمر میں نکاح ہوا جبکہ وہ بی بی چالیس برس عمر کی تھی۔ خدیجۃ الکبریٰ نے جو شہادت آپ کے متعلق دی ہے۔ وہ آپ لوگوں سے مخفی نہیں۔ جب آپ نے پہلی ندائے الٰہی سنی۔ اور دیکھا کہ تمام دنیا اس وعظ کی مخالفت کرے گی۔ جب آپ نے خدیجہ سے فرمایا کہ مجھے اپنی جان پر خوف بن گیا۔ تو اس نے کیا جواب دیا

> خوش ہو خدا۔ کبھی تجھے اللہ ذلیل نہ کرے گا بے شک تو صلہ رحمی کرتا ہے اور سچ بولتا ہے اور دکھ والے کا بوجھ برداشت کرتا ہے۔ اور مفلس کو دیتا ہے اور مہمان نوازی کرتا اور بھلے کاموں میں وقتاً فوقتاً مدد دیتا ہے۔

اس قسم کی شہادتیں۔ جو آپ کی پاکیزہ زندگی کے متعلق ہیں۔ وہ کثرت سے تاریخ کی کتابوں میں ملتی ہیں۔ عیسائی مورخوں نے باوجودیکہ آپ کی مخالفت کی ہے۔ مگر انہوں نے بھی بالآخر آپ کی پاکیزہ سیرۃ کا اعتراف کیا ہے۔ یہ موقعہ نہیں۔ کہ میں یورپی مصنفوں کے حوالے آپ کو پڑھ کر سناؤں۔

خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ ایک لانظیر سیرۃ ہے۔ اور وہ ہمارے لئے ایک اسوہ نمونہ ہے۔ ہمارا فرض ہونا چاہئے۔ کہ ہم اس سے واقفیت پیدا کریں۔ اور عملدرآمد کے لئے اسے اسوہ قرار دیں۔ اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله۔

پر عمل کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اقتدا کریں۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ ضیقِ وقت کی وجہ سے مجھے اس لذیذ مضمون کا کچھ گھونٹ پڑا۔ اس وقت ایسے سید المعصومین کی شان پر حملے ہو رہے ہیں۔ اور ہم اپنی معمولی غفلت اور سہل نگاری سے انہیں دیکھ کر خاموش رہتے ہیں۔ اس وقت ضرورت ہے کہ ہم ان حملوں کے ذب اور دفاع کے لئے پوری کوشش کریں۔ آریوں کا فتنہ دن بدن ترقی کر رہا ہے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم ایک طرف ان کے حملوں کا جواب دیں اور دوسری طرف اسلام سے بھی واقفیت پیدا کریں۔

# ایوانِ خلافت



حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت یوماً فیوماً خدا کے فضل سے ترقی کر رہی ہے اور اس آیت کے مضمون کو عملی رنگ میں دکھا رہی ہے اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض۔

اس میلاد نمبر کی خصوصیت کے لحاظ سے ایوانِ خلافت کے متعلق میں صرف ایک صفحہ ایوانِ خلافت کے متعلق نکال سکا ہوں۔ اور وہ بھی اس لئے کہ احباب اپنے مرشد و مولا امام کی باتیں سننے اور اُس کی خیر صحت کے لئے گوش براہ رہتے ہیں۔

ہفتہ زیر اشاعت میں ایک شام کو حضرت کو سردرد کی سخت تکلیف ہوئی۔ اور اس نے آپ کو مضطر کر دیا۔ تکلیف کے طبی اسباب ڈاکٹر جانیں یا طبیب۔ مگر میں جو سمجھتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ حضرت کو خاص "مطالعہ کتب" کا بہت شوق ہے اور یہ شوق آپ کی فطرۃ کا ایک جزو ہو گیا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں حضرت اقدس آپ کو بارہا ایسے کہتے کہ آپ کو کوئی تکلیف ہو جایا کرتی۔ مطالعہ سے رو کتے۔ مگر دوسری طرف کوئی نہ کوئی کتاب ہر روز آجاتی۔ اور پھر راتیں اسی شوق کے پورا کرنے میں گذرتی تھیں۔

لکھنے پڑھنے کا شوق اس درجہ آپ کی طبیعت پر غالب ہے۔ کہ یہ فطرت بدل نہیں سکتی۔ بلکہ آپ کا ارشاد ہے کہ

**تعلیم بذریعہ قلم ہونی چاہیئے**

اور اسی طریق تعلیم پر آپ نے قرآن مجید سے استنباط کیا ہے الذی علم بالقلم۔ اس آیت سے آپ نے بلیک بورڈ کے استعمال اور کنڈرگارٹن کے طریق پر ہمیشہ استدلال کیا ہے غرض آپ کو لکھنے پڑھنے کا شوق درجہ کمال پر ہے۔ ان ایام میں بھی مطالعہ کتب ہوتا ہی رہتا ہے۔ آپ نے نپولین کی لائف منگوائی ہے۔ اسے پڑھتے رہے۔ غالباً اسی وجہ سے سخت سردرد ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے بالآخر اپنا فضل کیا۔ اِس وقت جبکہ میں یہ سطور لکھ رہا ہوں (۶ مارچ ۱۹۱۱ء بعد دوپہر) آپ کی طبیعت بہت اچھی ہے۔

ان ایام میں آپ نے میری حاضری میں ضعیف اور ناقص الخلق بچوں کی پیدائش پر آریوں کے اعتراضات کے جواب کے سلسلہ میں بہت ہی عجیب تقریر فرمائی۔ جو انشاء اللہ العزیز درج اخبار ہوگی۔ ایسا ہی اُن عورتوں کے متعلق جن کو لوگ کالمعلقہ رکھتے ہیں۔ فرمایا کہ "ایسی عورتیں دوسرا نکاح کر سکتی ہیں۔"

مجھے چونکہ خود اس ہفتہ میں کثرت پیشاب کا دورہ ہو گیا میں زیادہ حاضر خدمت نہ ہو سکا۔

## کیا ہم صلح کل ہو سکتے ہیں؟

گذشتہ اتوار کو ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور بعض دوسرے دوست لاہور سے آئے ہوئے تھے۔ شاہ صاحب کے ایک سوال پر محمڈن یونیورسٹی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ نے اس مضمون پر چند اصولی باتیں بتائیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم ان معنوں میں جو عام لوگ سمجھتے ہیں۔ صلح کل نہیں ہو سکتے۔ اور دوسروں کے ساتھ مشترک امور میں مل کر کام تو کر سکتے۔ مگر امتیاز ضروری ہے۔ میں اس تقریر کے بعد پہنچا آپ نے ازراہ کرم مجھے خطاب کر کے فرمایا کہ "آپ نے بھی سُن لیا۔" میں نے عرض کیا۔ کہ حضور نے یونیورسٹی کے متعلق کوئی رائے دی ہے۔ اس پر ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب نے وہ نوٹ مجھے سُنایا۔ جو درج ذیل ہے۔ اس تقریر کو پڑھ کر معلوم ہوگا۔ کہ آپ اپنی جماعت کے اندر کیا روح پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کی غرض یہ ہے کہ جماعت سعی فی الدین کرے۔ وہ دعاؤں سے کام لے۔ اور اس کے لئے تحریک اسی وقت ہوتی ہے۔ جب امتیاز ہو۔ غرض فرمایا:۔

اشتراک کا ہم نے فیصلہ کر دیا ہے (اس فیصلہ کا اظہار عنقریب ہوگا) مشترک امور میں مل کر کام کرنا ضرور ہے۔

لیکن امتیاز قائم رکھنا بھی ضرور ہے۔ اس کے لئے چار وجوہ ہیں:۔

(۱) امتیاز ترقی کا موجب ہوتا ہے۔ امتیاز نہ رہے تو قوم گھل مل کر تباہ ہو جاتی ہے۔

(۲) اگر کسی کے ماں باپ یا زمین کا مقدمہ کسی امام مسجد کے ساتھ ہو۔ تو لوگوں کا دستور ہے کہ اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ پس جب ہمارے مامور من اللہ کو یہ لوگ جھوٹا سمجھتے ہیں۔ تو تمہاری غیرت کس طرح برداشت کر سکتی ہے۔ کہ ان کو اپنا امام صلوٰۃ بنالیں۔

(۳) جب تک تمیز نہ ہو۔ نہ امر بالمعروف ہی رہتا ہے نہ نہی عن المنکر۔ تمہارے لیکچروں کی عزت بھی احمدی نام سے ہی ہوئی ہے۔

(۴) خود نام رکھنا ہی ترقی کا موجب ہوتا ہے۔

(۵) جب کوئی قوم ممتاز ہوتی ہے۔ تو قوم اس کی مخالفت کرتی ہے۔ پھر جوں جوں مخالفت ہوتی ہے۔ اس ممتاز بننے والے کو سعی اور دعا کا موقعہ ملتا ہے۔ یاد رکھو۔ جب تک مشکلات پیش نہ آویں۔ دعا اور کوشش کا موقعہ نہ ملے ترقی نہیں ہو سکتی۔

سعی کوشش۔ جہاد بھلے کے لئے ضرور ہیں۔ صلح کل میں نہیں ہو سکتا۔

## ارشاد امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مرتبہ جناب ڈاکٹر صاحب

خدا کی غریب نوازی اور رحمت بہت وسیع ہے۔ وہ جس کو چاہے معاف کر دے۔ اس لئے ان باتوں کو بتانے میں احتیاط لازم ہونی چاہیئے۔ چنانچہ میں نے ایک دفعہ ایک سررشتہ دار کو جو بڑا فاسق و فاجر تھا جنت میں دیکھا۔ میں نے بڑے تعجب سے حال پوچھا۔ تو کہا۔ کہ میری غریب الوطنی پر اللہ کریم کو رحم آگیا۔ بخش دیا اس حالت کے بعد میں نے لوگوں سے پوچھا کہ فلاں سررشتہ دار کا کیا حال ہے۔ کہا کہ وہ کچہری سے واپس آتے ہوئے غائب ہو گیا ہے۔ سال ڈیڑھ سال کے بعد ایک شخص حج کر کے واپس آیا۔ تو اُس نے مجھ سے ذکر کیا کہ فلاں سررشتہ دار پاپیادہ مکہ کو جا رہا تھا۔ بمبئی کے قریب فوت ہو گیا۔ ایک گاؤں میں اُس کو دفن کر دیا گیا۔ غرض خدا کی رحمت بھی بڑی وسیع ہے۔ مگر عذاب بھی بہت سخت ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک شخص کو عالم ارواح میں دیکھا کہ جنت بیمار ہے۔ میں نے کہا مر گیا ہے۔ اُس نے کہا ہاں! پوچھا کہ مرنے کے بعد تو بیمار نہیں ہوا کرتے۔ اُس نے پکڑ کر ایک لڑکی کو پیش کیا کہا۔ اس لڑکی پر میں عاشق تھا۔ اس کی وجہ سے مجھ پر ایسا عذاب ہوتا ہے۔ اس حالت کے بعد میں نے ایک دوست سے پوچھا۔ کہ فلاں شخص جس لڑکی پر عاشق تھا۔ اُس کا ہمیں پتہ بتا دو۔ وہ کہنے لگا۔ کہ اُس شخص کا دم میرے زانو پر نکلا ہے۔ اس کے اور میرے سوا کوئی تیسرا شخص واقف نہیں۔ آپ کو کہاں سے پتہ لگا۔ کہ وہ ایک لڑکی پر عاشق تھا۔ جب تک مجھے نہ بتاؤ گے۔ کہ آپ کو کہاں سے پتہ لگا۔ میں نہ بتلاؤں گا۔ میں نے اس کو کچھ نہ بتلایا۔ ایک دفعہ ایک قوم میں جو بہت ہی حسین قوم ہے شادی تھی۔ بہت سی عورتیں جا رہی تھیں۔ میں نے کہا۔ مائیو! بہنو کھڑی ہو جاؤ۔ اُن میں اس لڑکی کو میں نے پہچان لیا۔ اُس کا نام میں نے دریافت کر لیا۔ بعد میں پتہ بھی معلوم ہو گیا۔ پھر متوفی کے دوست سے ملے۔ اور اس لڑکی کا نام و پتہ بھی بتلا دیا۔ حیران ہو گیا۔

ایک شخص نے عرض کی کہ حضور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں منافقوں کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ اگر تو ستّر بار بھی اُن کے لئے استغفار کرے گا۔ تب بھی اُن کو نہ بخشوں گا۔ اس سے میں نے یہ قیاس کیا۔ کہ کسی امر کے متعلق ستّر بار استغفار کرنا ایک عظیم الشان چیز ہے۔ کیونکہ یہاں عظمت کے رنگ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ اس جب میں نے حضور کی شفا کے لئے دُعا کی۔ تو پہلے اپنے گناہوں کے متعلق ستّر بار استغفار کی۔ کہ میرے گناہوں کی شامت کی وجہ سے حضور جیسی نعمت ہم سے چھنتی ہے۔ تو ہم ستّر بار معافی مانگتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ قرآن کریم سے بڑا لطیف استنباط کیا۔

## اعلان ضروری

بہ تعلق

### تکمیل تجویز محمڈن یونیورسٹی

چونکہ اس وقت ایک عام تحریک ایک اسلامی یونیورسٹی کے ہندوستان میں قائم کرنے کے لئے ہو رہی ہے۔ اور بعض احباب نے یہ دریافت کیا ہے۔ کہ اس چندہ میں ہمیں بھی شامل ہونا چاہئیے یا نہیں۔ اس لئے ان سب احباب کی اطلاع کے لئے جو اس سلسلہ میں شامل ہیں۔ یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اگرچہ ہمارے اپنے سلسلہ کے ضروریات بہت ہیں۔ اور ہماری قوم پر بہت بوجھ چندوں کا ہے۔ تاہم چونکہ یونیورسٹی کی تحریک ایک مفید اور نیک تحریک ہے۔ اس لئے ہم یہ ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ ہمارے احباب بھی اس میں شامل ہوں۔ اور قلمے۔ قدمے سخنے۔ درمے مدد دیں۔

نورالدین

## اشتہار نورالابصار

بسو گند گفتن کہ زر مغربی است
چہ حاجت محک خود بگوید کہ چیست

اس لئے مختصراً عرض ہے۔ کہ میرے پاس اصلی ممیرا اور اس کا سرمہ عجیب موجود ہے۔ جس صاحب کو ضرورت ہو۔ ایک دفعہ منگا کر آزما کر دیکھے۔

ممیرا قسم اول۔ قیمت فی تولہ عہ۱۰ روپیہ
ممیرا قسم دوئم۔ قیمت فی تولہ صہ ۵ روپیہ
سرمہ ممیرہ قیمت فی تولہ ۲ مقرر ہے

غربا کیلئے خاص رعائت ہوگی

المشتہر

حکیم محمد یمین از داتہ۔ مانسہرہ۔ ضلع ہزارہ

## نشانات میرزا

امرتسری منکر کے رسالہ الہامات میرزا کے جواب کا اعلان ہوتے ہی احباب نے مسرت آمیز اور حوصلہ افزا خطوط لکھنے شروع کئے ہیں۔ شیخ ہاشم علی صاحب فدائے سلسلہ نے بڑے جوش سے خط لکھا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی احباب ہر طرح سے مدد دینے کے لئے تیار لکھ رہے ہیں۔ میری رائے میں یہ کتاب مفت تقسیم ہونی چاہئیے۔ اگر ایک سو احباب ایسے نکل آئیں۔ جو اس کی دس دس جلدیں لیکر مفت تقسیم کرنے کا وعدہ کریں۔ تو ایک ہزار کاپی مفت شائع ہو سکتی ہے یعنی سردست دو ہزار کاپیاں اس رسالہ کی چھاپنے کا ارادہ کیا ہے۔ اور میں خدا کے فضل سے یقین رکھتا ہوں۔ کہ یہ رسالہ اخیر فروری ۱۹۱۱ء تک انشاءاللہ العزیز شائع ہو جائیگا۔ جو لوگ مفت تقسیم کے لئے تیار ہوں۔ وہ اپنے ناموں سے اطلاع دیں۔ کوئی رقم سردست اس مقصد کے لئے میرے پاس نہ بھیجنی چاہئیے۔ بلکہ جس وقت کتاب نصف کے قریب پریس میں چھپ چکے گی۔ اُس وقت میں انشاءاللہ العزیز اعلان کرونگا۔"

اب صرف درخواستیں بھیجنی چاہئیں۔"

# پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلاشرکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی۔ اور آج تک دس لاکھ روپیہ کا فروخت ہو چکا جس شخص نے میری اس ایجاد کو ایک دفعہ استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۲۰۰۰ روپیہ تصدیق کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری نا ممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا ہی بد نصیب ہے آج تک روح حیات کے تجربہ فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے سنئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے کیا آپ نے نہیں سنا۔ کہ جناب ڈاکٹر ہچبری ناٹ صاحب بہادر لفٹنٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ احباب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات روح رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے یا فاسفورس کو چمکا کر خون صالح پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی برقی طاقت سے چاق و چوبند کر کے پیر انسان کو صحیح و تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں تو بھی بیٹھ ہو کر بے آب ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لیکچراروں معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ مدت کے استعمال ہونے کے بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۲۰۰۰ روپے کی روح حیات کی تین دن کی بکری۔ کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بد اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ امراض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں ان کے لئے روح حیات تریاق کامل تیر بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا ہے یا یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم ہی میں قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ چہرے میں رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں۔ ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی ضعف باہ ضعف مثانہ، جریان۔ سرعت۔ رقت منی ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے روح حیات بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی۔ اور زردی چہرہ کے لئے اگرچہ تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجاوے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے۔ جنپر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد۔ اور جوان کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ مجھے کیمیاگر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپیہ آٹھ آنہ۔ (عہ)

روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی۔ روغن دافع سستی موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں پٹھوں کی سستی اور لاغری بے رونقی وغیرہ دور ہو کر معمولہ طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ مایوس مریضاں نامردی کو مرد کامل بناتا ہے اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں چار روپیہ چار آنہ۔ شیشی خورد (عہ)

(یہ دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر و پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں)

## سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی سے نہیں چلتا۔ ہم جیسے وہ دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ بھلا اس میں دھوکا ہے قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں جس قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے۔ ہم نے اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے۔ جسکے چند روز استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں۔ اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاء اللہ تعالیٰ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہ تھا کہ کچھ بازاری کہ جو اہرات سے تیار ہوتی ہے۔ اول مفت منگائیے پھر اگر فائدہ ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس (عہ)۔ طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے بیمار لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچ جاتی ہے ہمارے طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاء اللہ وہ اسکو پائیں۔ قیمت فی شیشی (عہ)

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا اثر بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸ر سنون دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا۔ دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۴ر

المشتہر حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ

بلبگڈھ ضلع دہلی

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی

## فصلی بخار اور طحال کی دواء

یہ دوا چھبیس برسوں سے سارے ہندوستان میں استعمال کیجاتی ہے۔ اگر آپ بخار میں مبتلا ہیں اور سب قسم کے علاج کر کے تھک گئے ہوں تو اس مجرب دوا کو ضرور ایکدفعہ منگا کر آزمائش کریں اس دوا میں چند فائدے لاجواب ہیں۔ یہ ملیریا کے کیڑوں کو مارتی ہے۔ اس لئے اس چار یا پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے اور اس کی خرابیوں کو مٹاتی ہے اور تلی کو گھلاتی ہے

قیمت بڑی شیشی (چودہ آنہ) ۱۴ر محصولڈاک ۲ دو شیشی (۸ر)
قیمت چھوٹی شیشی (آٹھ آنہ) ۸ر محصولڈاک ۲ شیشی (۶ر)

## داد کا مجرب مرہم



ایک مرتبہ کے لگانے سے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے۔ دو تین مرتبہ کے لگانے سے ایک دم اچھا ہو جاتا ہے

قیمت فی ڈبیہ ۳ر محصولڈاک ایک ڈبیہ سے ۶ ڈبیہ تک ۵ر بارہ ڈبیہ ۶ر

المشتہر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پروپرائٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا

# قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ

## تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

عملی اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے اور یہ آگاہی

## قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کیلئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

## خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے :-

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں - اور

## عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹ ہیں۔ آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں ملفوظات و دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کو آپ نے ابتک نہیں پڑھا۔ تو ضرور پڑھیں۔ اس میں **نور۔ ہدایت** اور **شفا** ہے۔ ہدیہ فی پارہ صرف ایک روپیہ (عہ)

**نوٹ** :- سات پارے تیار ہیں ساتوں کے اکٹھے خریدار سے معہ محصولڈاک سات روپیہ (عہ)

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے طلب کرو :-

## میلاد نمبر

ربیع الاول کے مہینے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی اور اس طرح آفتاب صداقت کا طلوع اس مہینے میں کل عالم کی رہنمائی اور نور کا موجب ہوا۔ اس مہینے میں عموماً میلاد کی محفلیں گرم ہوتی ہیں اور ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دلوں میں ایک جوش پیدا ہوتا ہے۔ میں نے اس موقعہ پر مناسب سمجھا ہے کہ الحکم کا ایک معمولی میلاد نمبر شائع کروں۔ اس سے پہلے مجھے تحریک ہوتی تو میں اس نمبر کے لئے خاص اہتمام کرتا اور بڑی نفاست اور خوبی کے ساتھ اسے شائع کرتا۔ آئندہ اگر میری زندگی میں یہ موقعہ آیا تو انشاء اللہ العزیز الحکم کا میلاد نمبر خصوصیت کے ساتھ شائع کیا جاویگا۔ لاہور میں ایک بزرگ عید میلاد منانے کی تجویز اپنے اخبار میں شائع کرتے رہے ہیں۔ دلی سے خواجہ حسن نظامی صاحب رسول نمبر اپنے رسالہ کا شائع کرینگے۔ میری دانست میں آئندہ کل اسلامی اخبارات کو اپنا ایک میلاد نمبر شائع کرنا چاہئے عید نمبر تو نکالے جاتے ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود دنیا کے لئے رحمت اور ہدایت کا موجب ہوا ہے۔ اور آپ نے دنیا میں وہ اصلاح کی ہے جس کی نظیر کبھی قائم نہیں ہو سکتی۔ بہرحال میں نے اس لحاظ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد کے بیان کے لئے یہ ایک موقعہ ہے میں یہ میلاد نمبر شائع کرتا ہوں اور اس ربیع الاول کے مہینے میں ہر نمبر الحکم کا ایسے مضامین کو لیکر شائع ہوگا جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ذکر ہو۔ اُمید ہے کہ ناظرین اس کو دلچسپی سے پڑھینگے۔ اگر کوئی شخص اس سلسلہ میں کوئی مضمون لکھیگا تو نہایت خوشی سے اُسے درج کیا جائیگا۔ وباللہ التوفیق۔ (ایڈیٹر)

## اعجاز محمدی

لیکھرام مقتول آریہ کے رنگ میں جو نشان آجکی تاریخ کی میں ظاہر ہوا تھا (۶- مارچ ۱۸۹۷ء) اس کے متعلق تفصیل کی حاجت نہیں یہ دن یادگار ہے ان اشعار پر غور کرو۔

عجب نوری است در جانِ محمدؐ  عجب لعلی است در کانِ محمدؐ
زظلمت ہا دلی آنگہ شود صاف  کہ گردد از محبانِ محمدؐ
عجب دارم دل آں ناکساں را  کہ رو تابند از خوانِ محمدؐ
ندانم ہیچ نفسے در دو عالم  کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ
خدا زاں سینہ بیزار است صدبار  کہ ہست از کینہ دارانِ محمدؐ
خدا خود سوزد آں کرم دنی را  کہ باشد از عدوانِ محمدؐ
اگر خواہی نجات از مستیٔ نفس  بیا در ذیل مستانِ محمدؐ
اگر خواہی کہ حق گوید ثنائت  بشو از دل ثنا خوانِ محمدؐ
اگر خواہی دلیلے عاشقش باش  محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ
سرے دارم فدائے خاک احمدؐ  دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ
بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم  نثار روئے تابانِ محمدؐ

## مجلس مولود پر فتویٰ

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

مولود کی مجلسوں اور محفلوں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک مرتبہ سوال کیا گیا تھا آپ نے اُس کا جو جواب دیا اُس کو یہاں درج کرنا زیادہ مفید ہوگا (ایڈیٹر)

"میرا اس میں یہ مذہب ہے کہ مصالح اعلاء کلمۂ اسلام تذکرہ نبوی کی نیت سے کوئی ایسا جلسہ کیا جائے کہ جس میں سوانح مقدسہ نبویہ کا ذکر ہو اور نہایت خوبی اور صحت و بلاغت سے اس تقریر کو سنا جائے کہ کیونکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تاریکی کے زمانہ میں پیدا ہوئے اور کس طرح بے سامانی کی حالت میں تمام قوموں کا جور و جفا اُٹھا کر بفضلہ تعالیٰ کامیاب ہو گئے اور کیسی خدا تعالیٰ نے اپنے اس مقبول بندے کی وقتاً فوقتاً تائیدیں کیں۔ اور آخر کس طور سے اس دین کو مشارق و مغارب میں پھیلا دیا۔ اور اس تقریر میں ہر ایک محل میں کچھ کچھ نظم بھی ہو۔ اور پُر درد اور موثر بیان ہو اور درمیان میں کثرت درود شریف کی سامعین کی طرف سے ہو اور کوئی علت اور بدعت درمیان نہ ہو تو ایسا جلسہ صرف جائز ہی نہیں بلکہ میری نظر میں موجب ثواب عظیم ہے۔ کیونکہ اس میں یہ نیت کی گئی ہے کہ تا سوانح مقدسہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تازہ طور پر لوگوں کو سنائے جائیں اور مشتاقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بڑھا دی جائے اور لوگوں کو عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حرکت دیجائے اور نیز اخلاق پر عظمت اُس انسان کامل اور مرد فانی فاللہ کی کھول دیجائے۔ جسنے دنیا میں تنہا آکر اور تمام دنیا کو شرک اور غفلت میں گرفتار پاکر بڑی مردمی سے اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر ہر ایک قوم میں توحید کی صدا بلند کی اور ہر ایک کان میں لا الٰہ الا اللہ کی آواز پہنچا دی۔ غرض سوانح نبویہ کو خوش آوازی سے لوگوں پر ظاہر کرنا حقیقی مومنوں کا فرض ہے۔ وہ مومن ہی کا ہے کا ہے جس میں سوانح نبویہ کی عزت نہیں۔ دوسرے لفظوں میں اسی جلسہ اظہار سوانح کا نام مجلس مولود ہے۔ اس جلسہ اظہار سوانح میں درحقیقت بڑے فوائد ہیں ان سوانح کے سُننے سے محبان رسول کا وقت خوش ہوگا اور ہر ایک مرد طالب جب ان سوانح کے ذریعہ سے ہمت اور صدق اور استقامت کے کام سُنیگا تو اُس کو بھی ہمت اور صدق اور استقامت کی طرف شوق بڑھیگا اور اس کی طلب زیادہ ہوگی اور مسلمان کہلا کر جو کچھ دین کے راہ میں کسل اور ضعف اور بزدلی رکھتا ہے سوانح نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سُنکر خوش ہوگا اور اپنے اسلام پر افسوس کریگا اور خدا تعالیٰ سے چاہیگا کہ جس نبی کے اقتداء کا اُس کو دعوی ہے اُس کی سرگرمی اور اُس کا عشق اور اُس کی ہمدردی اُس کو بھی نصیب ہو۔ اور جس طرح ایک شخص جو ایک جنگل میں اکیلا بیٹھا ہو اور درندوں اور دوسری بلاؤں سے ڈر رہا ہو اور ناگاہ اُس کو ایک قافلہ نظر آیا جس میں صدہا سپاہی ہیں۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ وہ شخص اس قافلہ کو پاکر کس طرح قوی دل ہو جائیگا۔ ایسا ہی سوانح طیبہ نبویہ ایک لشکر مسلح کی مانند ہیں جن کے سننے سے دل قوی ہو جاتا ہے اور تخویفات شیطانی سے نجات ملتی ہے اور حدیث صحیح میں ہے کہ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ یعنی ذکر صالحین کے وقت رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت کسقدر نازل ہوگی۔ ہاں اس جلسہ کو بدعات سے محفوظ رکھنا چاہیئے تا بجائے ثواب کے گناہ پیدا نہ ہو صرف سوانح نبویہ کا ذکر ہو اور درود شریف اور تسبیح ہو اگر کسی قسم کا شرک یا کسی قسم کی بدعت درمیان ہو تو یہ ہرگز جائز نہیں لیکن جو میں نے ذکر کیا ہے وہ نہ صرف جائز بلکہ میری سمجھ میں ضروریات سے ہے۔"

## حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر اجمالی نظر

(از حضرت خلیفۃ المسیح)

آپ قریش کے خاندان (جو قبائل عرب میں مکرم و معظم ہے اور جس کی عظمت کے سامنے تمام وحشی قومیں عرب کی ممکن نہ تھا کہ مکہ کی سرزمین میں کبھی کشت و خون کر سکیں بلکہ مکہ کو امن کی جگہ اور حرم کہتے تھے) بنو ہاشم کے گھرانے عبد المطلب کے بیٹے عبداللہ کے گھر میں آمنہ کے شکم سے پیدا ہوئے۔

مشرکین عرب میں آپ کے والد کا نام عبداللہ تھا آپ کی والدہ کا آمنہ نام بھی کچھ کم معجزہ نہیں۔ غور تو کرو یہ نام کیسے لطیف اور آپ کی تعلیم سے کیسے مناسب ہیں۔ آپ کے نجیب الطرفین ہونے میں کسیکو کلام نہیں۔

آپ کی پیدائش کی پہلی برکت یہ ہے کہ ابیسنیا کے حبشی بادشاہ ہمیشہ حجاز پر چڑھائیاں کرتے تھے اور ان کے دانت مکہ پر لگے رہتے تھے حبشی قوم۔ حبشی ملک ایسے پیدا ہوئے کہ جس سال وجود باجود نے ظہور پایا خارجی حملوں کا نام و نشان بھی نہ رہا۔ ہمارے بادشاہ ماجوج جزائر کے رہنے والے۔ حزقیل ۳۸۔ باب ۶۔ آیت جنکا تسلط برامصل ہجرت کے بعد موافق مکاشفات یوحنا مقدر تھا۔ ۲۰ باب ۷ و ۸ جزائر برطانیہ سے یہاں پہنچے پر اتنی چھاونی اُن سے کوہی۔ عزیز شہر کو گھیرنا بھی دور ہی رہا۔ کیا یہ امداد و نصرت الٰہی بُت پرستی کی حفاظت کے لئے تھی)

رسالتمآب کا پیدا ہونا عرب کے لئے کیسی خوش قسمتی ہوئی۔ کوئی بادشاہ اُن پر متسلط ہونے والا نہ رہا۔ آزاد

دریں رہ گر کشندم ور بسوزند ⁂ نتابم رو ز ایوان محمدؐ ⁂ بکار دیں نترسم از جہانی ⁂ کہ دارم رنگ ایمانِ محمدؐ ⁂ بسے سہل است از دنیا بریدن ⁂ بیاد حسن و احسان محمدؐ
فدا شد در رہش ہر ذرہ من ⁂ کہ دیدم حسن پنہان محمدؐ ⁂ دگر استاد را نامی ندانم ⁂ کہ خواندم در دبستان محمدؐ ⁂ بدیگر دلبرے کارے ندارم ⁂ کہ ہستم کشتۂ آن محمدؐ
مرا آں گوشۂ چشمے بباید ⁂ نخواہم جز گلستان محمدؐ ⁂ دل زارم بہ پہلویم مجوئید ⁂ کہ بستیمش بدامانِ محمدؐ ⁂ من آں خوش مرغ از مرغان قدسم ⁂ کہ دارد جا بہ بستان محمدؐ ⁂ تو جان ما منور کردی از عشق ⁂ فدایت جانم اے جانِ محمدؐ

ہو گئے۔ تعجب ہے ٹرکی سُلطان جو برائے نام اُنکے بادشاہ ہیں وہ بھی خادم الحرمین ہونا فخر سمجھے۔ دیکھو آپ کا وجود باجود عرب کے لئے کیسا نشان نبوت ہے۔ دُنیا میں کوئی شخص قوم کا آزادی بخش اگر ایسا ہوا ہے تو اُس کی نظیر پیش کرو۔ اگر تمام مخلوق میں ایسے وجود باجود کے پیش کرنے سے عاجز ہو تو ہمارے ہادی کا فعل یقیناً معجزہ اور خرق عادت سمجھو جسنے اپنے سامنے پوری کامیابی کو دیکھ لیا۔ آپ کا تمام ملک آپ کی تمام قوم آزاد ہو کر آپ کی فرمانبردار اور مکرم اور دُنیا پر ممتاز بنگئی مسیحؑ کی کامیابی جیسی ہوئی اُسپر انجیل کی شہادت دیکھ لو۔ وید کے ملہم (اگر ملہم ہیں) دشمنوں کی تباہی اور اپنے فتوحات ہی مانگتے رہے۔ اِن کی الہامی دعاؤں کی برکت آریہ ورت پر اُلٹی ہی پڑی غور کرو ایسا ناکامی کا الہام کدھر سے ہُوا۔

موسیٰؑ کا خیال مت کرو۔ اول تو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مثیل ہیں۔ دوم موسیٰؑ نے اپنی قوم کو بیابان میں ہی چھوڑا۔ منزل مقصود تک نہ پہنچایا۔ بلکہ موسیٰ آپ بھی ملک موعود میں نہ پہنچے۔ محروم ہی رہے۔ تورات استثناء ۳۲۔ باب ۵۲۔ آیت

میرے اس مضمون کو قرآن سے تصدیق کرنا ہو تو پڑھو ابتدائے نعمت پر قرآن فرماتا ہے اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِیۡلِ۔ اَلَمۡ یَجۡعَلۡ کَیۡدَھُمۡ فِیۡ تَضۡلِیۡلٍ (سورۃ فیل سیپارہ ۳۰۔ رکوع ۳۰)

اور آخری نعمت پوری کامیابی پر جو سچائی کا معیار ہے فرمایا۔ اَلۡیَوۡمَ یَئِسَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ دِیۡنِکُمۡ فَلَا تَخۡشَوۡھُمۡ وَاخۡشَوۡنِ۔ اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ (سورہ مائدہ سیپارہ ۶۔ رکوع ۵۔)

اے قوم کے حامیو۔ قوموں کے مصلحین کے قدر کرنے والو۔ اے قوم کو عروج کی طرف بُلانے والوں کے قدر دانو۔ اُس محسن قوم۔ حامی قوم۔ فخر ملک کے خرق عادت پر قربان ہو جاؤ۔ آؤ اُسی کا اتباع کریں اُسیکا طرز اختیار کریں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ نے یتیمی میں پرورش پائی۔ ابتداءً عبدالمطلب کے پاس جو آپ کے دادا تھے پھر اپنے چچا ابوطالب کے گھر۔ تمام مورخ اسبات پر متفق ہیں کہ حضور کے اعلےٰ درجہ کے چال چلن سے چچا اور بھتیجے میں پرلے درجے کی محبت ہو گئی تھی اور آپ تمام شہر میں ہر دلعزیز بنگئے تھے۔

ابو طالب سیریا کے سفر میں آپ کو علیحدہ نہ کر سکے بلکہ ساتھ ہی لے گئے حالانکہ آپ کا سن اُسوقت نو برس کا تھا۔

لہ تو نے دیکھا کیسا کیا تیرے ربنے ہاتھی والوں سے کیا نہ کر دیا انکا داؤ غلط
لے آج نا اُمید ہوئے کافر تمہارے دین سے سو اُنسے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔ آج میں پورا دیچکا تم کو دین تمہارا۔ اور پورا کیا تم پر میں نے احسان۔

دیکھو۔ یہ بات فراموشی کے قابل نہیں کیونکہ عیسائی کہتے ہیں آپ نے یہود سے تعلیم پائی کیا نو برس میں ایسی تعلیم۔ اور یہود میں یا عیسائیوں میں اب تک الٰہی علم ہی کیسا ہے۔ ایسا ہے کہ اب تک یہود نے مسیح کو بھی نہ جانا اور عیسائیوں نے کبھی اللہ کو اللہ مجسم یقین کیا کبھی مریم کی تصویر پر گوٹے کناری کے کپڑے چڑھائے۔ یہی معلم ہیں۔

اس سفر میں بحیرہ نام راہب نے اپنی فراست سے ابوطالب کو کہا۔ یہ لڑکا ایک نہایت ہی درجہ کا عظیم الشان ہونے والا ہے۔ عمدہ پرلے درجے کا روشن دماغ ہے حسن اخلاق اور فیاضی میں بے نظیر ہونے کے علاوہ یہ بے ریب قوم کو نجات دینے والا ہوگا۔ اس کی سخت حفاظت کیجیو۔ لہ

ہوازن کی خطرناک لڑائی میں جو ۴ برس تک رہی آپ نے اپنے آپ کو چودہ پندرہ برس کی عمر میں بڑا ہی لائق اور قوم کا محافظ ثابت کیا۔ لہ آپ کی لیاقت اور راستی اور سچی شرافت اور سادہ چال چلن کے باعث آپ کو قوم کی طرف سے امین کا خطاب ملا۔ لہ

پچیس برس کی عمر میں خدیجہ نام ایک قریشیہ اور دولتمند بی بی کی جانب سے آپ تجارت کے طور پر شام کو تشریف لے گئے یہ سفر بھی چند روز اور تجارت میں گذرا۔

یاد رہے کُل دو ہی سفر حضور نے کئے ہیں

سفر میں ایسی وفاداری اور لیاقت اور دیانت اور امانت کو عمل میں لائے کہ اُن بی بی نے اُس کے شکریہ میں آخر آپ کے ساتھ بڑی دھوم دھام سے شادی کی تمام نامی اور گرامی روسا حجاز طرفین سے اس شادی میں جمع ہُوئے۔

اور بڑے لطیف اور پر زور فصاحت و بلاغت کے کئی خطبے پڑھے گئے یہ خطب ابن ہشام اور زرقانی اور ابن اثیر نے بیان کئے ہیں۔

پھر آپ نے ۵۰ برس سے زیادہ عمر تک اسی ایک بی بی خدیجہ کے ساتھ زندگی بسر کی جس کے ساتھ آپ کا ۲۵ برس کی عمر میں نکاح ہُوا اور وہ بی بی نکاح کے وقت ۴۰ برس عمر کی تھیں اور اس خوبی سے اس تعلق کو پُورا کیا کہ وہ بلا تامل حضور کی دعوت اسلام پر پہلے ہی روز ایمان لائیں۔

میں خدیجہ کی شہادت سے چشم پوشی نہیں کر سکتا جو اُنھوں نے آپ کے ابتدائی دعوے نبوت میں دی ہے حضور علیہ السلام نے جب ندائے الٰہی سُنی اور دیکھا کہ تمام دُنیا اس وعظ کی مخالفت کریگی۔ جب آپ نے فرمایا۔ خدیجہ مجھے اپنی جان پر خوف بن گیا۔ تو وہ

لہ ابن ہشام ۱۱۴۔ ابن الاثیر ۲۲۔ طبری ۲۴۵
لہ ابن ہشام ۱۱۷۔
لہ طبری جلد ۲۸۰۔

کہتی ہیں
لہ اَبۡشِرۡ فَوَاللّٰہِ لَا یُخۡزِیۡکَ اللّٰہُ اَبَدًا اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصۡدُقُ الۡحَدِیۡثَ وَتَحۡمِلُ الۡکَلَّ وَتَکۡسِبُ الۡمَعۡدُوۡمَ وَتَقۡرِی الضَّیۡفَ وَتُعِیۡنُ عَلٰی نَوَائِبِ الۡحَقِّ
بخاری تفسیر سورہ اقراء

غور کرو پچپن سالہ بی بی آپ کی ہم شہر ہم قوم جو پندرہ سال سے آپ کے بیاہ میں ہے کیا گواہی دیتی ہے۔ خدیجہ کی گواہی ایسے وقت میں جبکہ آپ غمگین اور مضطرب تھے غور کے قابل ہے۔ اگر آپ میں یہ صفات نہوتے تو خدیجہ کا بیان اُس وقت ہرگز تسلی کا موجب نہوتا۔

حضور کی قوم میں کوئی دینی کتاب کوئی قانون نہ تھا کوئی سلطنت نہ تھی۔ حضور نے نبوت سے پہلے ایک عجیب تحریک کی جس کو دیکھ کر اور سُن کر انسانیت والے انسان عش عش کر جاویں۔ بنو ہاشم اور بنو مطلب بنو اسد۔ بنو زہرہ۔ یتیم بن مرہ کے درمیان ایک معاہدے کی تحریک فرمائی اور معاہدہ یہ تھا کہ کمزور اور مظلوم پر ظلم نہو اور اُن کی حفاظت کیجاوے۔ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۹

کعبے کی مرمت میں کونے کے پتھر حجر اسود کے رکھنے پر تمام قبائل حجاز میں اسبات پر نفاق شروع ہُوا کہ اس کونے کے پتھر کو کون شخص اُٹھا کر رکھے قریب تھا تمام قوم کٹ کر ہلاک ہو۔ اس حقیقی کونے کے پتھر نے جس کی پیشگوئی کے لئے تصویری زبان میں دانیال ۲ باب ۴۴۔ ۴۳۔ متی ۲۱ باب ۴۲۔ یسعیاہ ۲۸۔ باب ۱۶ میں مذکور ہے (وہ پتھر قدیم سے عرب کے مقام مکہ معظمہ کے کونے میں دھرا تھا) اُس کا ایسا فیصلہ کیا کہ قوم پر ثابت کر دیا۔ میرے ہاتھ کے چھونے سے تم کو آرام و نجات ہے۔ مجمل قصہ یوں ہے جب قوموں میں اس پتھر کے رکھنے میں اختلاف ہُوا کہ اس پتھر کو کون رکھے تو اُن لوگوں نے یوں ٹھانی جو پہلے دروازے سے اندر آوے وہی اُس کا رکھنے والا ٹھہرے۔ اتنے میں حضور آنکلے آپ نے اپنی چادر بچھادی اور پتھر اُس میں رکھ کر حکم دیا کہ تمام قومیں باتفاق اس چادر کو اُٹھالیں اس کے بعد اور سچے کونے کے پتھر نے اس آفت قتل و قتال سے قوم کو آرام بخشا۔ یہ واقعہ آپ کی ۳۵ سال کی عمر میں ہوا۔

ایک نہایت عجیب واقعہ سنائے بغیر۔ ابتدائے ایام نبوت کے حال سے میں خاموش نہیں رہ سکتا۔

عثمان بن حویرہ ایک عرب عیسائی ہو گیا۔ اُس دُشمن قوم نے قسطنطنیہ کے دربار میں قیصر روم سے جا کر وعدہ کیا کہ حجاز کا ملک میں آپ کے قبضہ میں کرائے دیتا ہوں۔ پھر اُس شیطان نے یہاں مکہ معظمہ میں اپنا منشا پورا کرنے کے لئے کارروائی شروع کی مگر اس دشمن

لہ خوش ہو بس خدا کی قسم کبھی تجھے اللہ ذلیل نہ کریگا تو بیشک صلہ رحمی کرتا اور سچ بولتا ہے اور دکھ والے کا دُکھ برداشت کرتا اور مفلس کو دیتا اور مہمان نوازی کرتا اور بھلے کاموں میں وقتاً فوقتاً مدد دیتا ہے۔ ۱۲

ملک کا راز صرف حضورؐ کی عاقبت اندیشی سے کھُل گیا اور اُس شیطان دشمن قوم کو اس خسران کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا کہ خائب وخاسر ہلاک ہُوا - کامن دی پرسول جلد ۱ - صفحہ ۳۳۵ - میور جلد ۲ صفحہ ۴۴ -

| سوالات ہرقل قیصر روم | جوابات ابو سفیان جبکہ ابو سفیان آپکا سخت منکر تھا |
| --- | --- |
| (۱) محمدؐ قوم کا کیسا ہو (انبیا اشراف ہوتے ہیں) | (۱) قوم کا بڑا شریف نجیب الطرفین ہے - |
| (۲) تمھاری قوم (قریش) میں کبھی کسی نے اسنے آگے بھی اسطرح نبوت کا دعویٰ کیا ہے (دعویٰ عادت ہو) | (۲) ایسا دعویٰ ہماری قوم میں کسی نے کبھی نہیں کیا - |
| (۳) اس کے بزرگوں میں کوئی ایسا بادشاہ گذرا ہے جس کی بادشاہت جاتی رہی ہو (بادشاہت کا خیال ہو) | (۳) ایسا کوئی بادشاہ اس کے آباء اجداد میں نہیں گذرا |
| (۴) امیر لوگ عموماً اس کے فرمان بردار ہوتے ہیں یا غریب | (۴) غالباً غربا اور مساکین لوگ اسکے تابع ہوتے ہیں (اکثر اتباع انبیاء غربا ہوتے ہیں) |
| (۵) دن بدن مُسلمان بڑھتے جاتے ہیں یا کم ہوتے جاتے ہیں | (۵) دن بدن بڑھتے ہیں - |
| (۶) کوئی آدمی محمدؐ کے دین میں داخل ہوکر اندلوں مرتد ہوتا ہے یا نہیں | (۶) کوئی مرتد نہیں ہوتا محمدؐ کے دین کو بُرا مان کرکے کوئی نہیں چھوڑتا |
| (۷) اس دعویٰ سے پہلے یہ شخص جھوٹ کا عادی تھا یا نہیں | (۷) آجتک اُسے عہد شکنی نہیں کی آگے دیکھئے کیا کرتا ہے - |
| (۹ - ۱۰) تمھارے اور اسکے لڑائی ہوتی ہو یا نہیں اگر ہوتی ہو تو کون فتحیاب ہوتا ہے | (۹ - ۱۰) کبھی وہ غالب آتا ہے اور کبھی ہم غالب آتے ہیں - |
| (۱۱) تم کو کیا حکم دیا جاتا ہو - | (۱۱) اللہ کی بندگی کرو ذرہ بھی شرک نہ کرو مشرکوں کی تقلید مت کرو - اور حکم کرتا ہے نماز پڑھو سچ بولنے اور گناہوں سے بچنے اور صلہ رحمی کا - |

ان جوابات کے بعد ہرقل نے کہا مجھے یقین ہوگیا وہ سچا نبی ہے - یہی باتیں انبیاء کے نشان ہیں -

جب مکہ کے روساء - جمع ہوکر آپ کے مربی چچا ابوطالب سے کہا کہ وہ محمدؐ صاحب کو سمجھنے اور انکو وعظ سے روکے یا اس کی حفاظت سے دست کش ہو

ابو طالب نے بھی قومی غیظ وغضب کو پسند نہ کیا - اور چاہا کہ محمدؐ صاحب توحید کے وعظ سے رک جاویں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جواب دیا کہ اے چچا اگر یہ لوگ آفتاب کو میرے داہنے اور ماہتاب کو بائیں لائیں اور مجھے اس کام کے ترک کرنے کو کہیں تو یقیناً یقیناً میں باز نہ ہونگا - جب تک دین الٰہی ظاہر نہو یا میں ہلاک نہو جاؤں -

ایک بار اہل مکہ نے جمع ہوکر کہا کہ اگر تجھے دولت کی خواہش ہو تو ہم مال جمع کر دیتے ہیں - اگر ریاست کا خیال ہو تو ہم تجھے رئیس بنانے کو تیار ہیں وغیرہ وغیرہ تو آپ نے سورۂ حٰم تنزیل سنائی جس میں لکھا تھا

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم اللہ واحد فاستقیموا الیہ واستغفروہ وویل للمشرکین -

اور یہ بھی فرمایا:

ما اطلب اموالکم ولا الشرف فیکم ولا الملک علیکم

اور قرآن میں بار بار فرمایا

ما سالتکم من اجر فھو لکم ان اجری الا علی اللہ - سورۂ سبا سیپارہ ۲۲

بنو صعصعہ کے قبیلے سے ایک شخص نے مکے میں جب آپ کو سخت تکالیف لاحق تھے کہا اگر ہم تیرے معین ومددگار رہوں تو اپنے پیچھے ہم کو جانشین بنائیگا -

تو آپ نے فرمایا :-

الامر الی اللہ حیث شاء (ابن ھشام جلد ۱ صفحہ ۱۴۸)

اسپر وہ آدمی بگڑا مگر آپ نے کچھ پرواہ نہ کی

مسیلمہ یمامہ کا رہنے والا جسکو اکثر اسلامی کتابوں میں مسیلمہ کذاب لکھتے ہیں اور کذاب اس لئے کہ وہ بھی مدعی نبوت ہوا - مگر وہ ابوبکرؓ کے زمانہ میں قتل کیا گیا -

اور تورات اور نبیوں کی کتابوں میں لکھا تھا کہ جھوٹا نبی قتل کیا جائیگا - یہ شخص بہت سے آدمی مدینہ میں لیکر آیا - لاکھ سے زیادہ لوگ اس کے مطیع تھے اور کہا اگر محمدؐ صاحب مجھے اپنا جانشین بنا دیں تو میں انکا حامی ہوجاتا ہوں - پر آپ کو کسی کی اعانت سے کیا کام تھا - پس آپ نے جواب دیا - اور آپ کے ہاتھ میں اُسوقت کھجور کی شاخ تھی -

لو سالتنی ھذہ (قطعۃ جرید) ما اعطیتکھا ولن تعدو امر اللہ فیک ولئن ادبرت لیعقرنک اللہ (بخاری نصف اول جلد ۲ صفحہ ۲۲۸)

غرض آپ کی تمام اس کارروائی سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو اپنی راستی پر خدا کی امداد پر پُورا بھروسا تھا لہٰذا کچھ بھی دنیاوی لگاؤ نہ تھا

انسؓ آپ کا خادم کہتا ہے میں نے دس برس آپ کی آخر ایام وفات تک خدمت کی مجھے کبھی آپنے کاموں میں فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا - یا کیوں نکیا

اگر بی بی صاحبان میں سے کوئی بی بی مجھپر کسی ایسے کام پر جو مجھ سے بگڑ جاتا خفا ہوتیں تو آپ فرماتے -

فعل [illegible] ما قدر اور اپنی تعظیم اور تکریم کی نسبت فرماتے ہیں -

لا تقوموا کما یقوم الاعاجم

ایک دفعہ کا ذکر ہے آپ بیمار تھے - کھڑے ہوکر نماز نہ پڑھ سکے - بیٹھ گئے - صحابہ جو پیچھے نماز کو کھڑے تھے اُنھیں اشارہ کیا تم سب بیٹھ جاؤ - ایسا نہو یہ بات میری خاص تعظیم خیال کیجاوے -

شرک کی گرفتار قومیں نئی نئی توحید میں داخل ہوئیں ایک نے آکر کہا شاہان فارس اور روم کو اُن کی رعایا سجدہ کرتی ہے کیا ہم آپ کو سجدہ نہ کریں - آپنے فرمایا سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کو کرو کسی دوسرے کو سجدہ نہ کرو

وہی قومیں جن کے رگ وریشہ میں شرک رچا ہوا تھا اور جو مافوق الفطرت طاقتیں مقربان بارگاہ حق کی ذات میں یقین کرتی تھیں اُنکو بار بار سنایا

قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک

سورۃ الانعام - سیپارہ ۷ - رکوع ۱۱

قل لو ان عندی ما تستعجلون بہ لقضی الامر بینی وبینکم واللہ اعلم بالظلمین

سورۃ انعام سیپارہ ۷ - رکوع ۱۳ -

وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو

(سورۃ انعام سیپارہ ۷ -

ایک شخص نے صرف اتنا ہی کہا ماشاء اللہ وشئت تو آپ گھبرائے اور فرمایا اجعلتنی للہ ندا کیا تو نے مجھے خدا کا شریک ٹھہرایا شرک کے گرفتار توحید میں آتے ہیں - خدائی پیشوا انکے ہیں صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ

(ترجمہ (رنگ اللہ کا اور کون اچھا ہے اللہ سے رنگ میں) میں رنگین ہوتے ہیں ایسا نہو اپنے ہادی کو نافع وضار سمجھ بیٹھیں اُنکو حکم ہوتا ہے -

---

[1] یہ بات خدا کی طرف سے ہے جس طرح چاہے - [2] اگر تو مجھ سے یہ کھجور کی شاخ مانگے تو میں تجھے نہ دوں - تو نہ بڑھ سکیگا خدا کے حکم سے جو تیرے حق میں ہوچکا اور اگر تو نہ مانے اور منہ پھیرے تو ضرور خدا تیری کچیں کاٹیگا -

[1] وہی ہوا جو مقدر میں تھا -

(۲) ایسے مت کھڑے رہو جیسے اور قوموں میں رواج ہے - ۱۲

(۳) تو کہہ میں نہیں کہتا تم سے کہ مجھ پاس ہیں خزانے اللہ کے نہ میں جانوں غیب کی بات اور نہ میں کہوں تم سے کہ میں فرشتہ ہوں - ۱۲

(۴) تو کہہ اگر میرے پاس ہو جس کی شتابی کرتے ہو تو فیصل ہوچکے کام میرے تمھارے بیچ اور اللہ کو خوب معلوم ہیں بے انصاف

(۵) اور اُسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی نہیں جانتا اُنکو کوئی اُس کے سوا -

وأن المساجد لله فلا تدعوا مع الله احدا وانه لما قام عبد الله يدعوه كادوا يكونون عليه لبدا قل انما ادعوا ربي ولا اشرك به احدا قل اني لا املك لكم ضرا ولا رشدا قل اني لن يجيرني من الله احد ولن اجد من دونه ملتحدا (سورۃ جن سیپارہ ۲۹ رکوع ۱۱)۔

جس نے آکر نستشفع باللہ الیک کہا اُس پر غضب تاری ہوا۔

موجودہ زمانہ یوں گذرا۔ حالت مرض۔ موت میں آگے کی طیاری ہوتی ہے۔ اس میں دیکھو توحید کی طرف کیا توجہ ہے۔ لعن اللہ الیھود والنصٰری اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد ولا تطروني كما اطرت النصٰرى عيسى ابن مريم

صحابہ نے توحید کا ایسا خیال رکھا کہ آپ کی قبر کو بالکل بند کر دیا۔ اگر نظر بھی نہ آوے۔ اور سجدہ گاہ نہ بنے۔

ذاتی سوانح کا حال سنو

اپنے اور اپنی تمام قوم بنو ہاشم پر صدقات کو حرام کر دیا۔ مرنے کے ایام میں اتنا پاس نہیں کہ آخر عمر میں بقدر ایام مرض آرام سے کھاتے پیتے۔ ان دنوں کے لحاظ سے ضروری اور نہایت ضروری سامان حرب زرہ ہوتی ہے۔ وہ بھی چند ثمار جو کے دانے کے عوض میں ایک یہودی کے پاس رہن تھی۔ ایک صاع غلہ (۱ اٹھ سیر کے قریب) گھر میں رات کو نہ رہتا۔ حالانکہ آپ کی نو بیبیاں تھیں کملی اور سادہ چٹائی پر بستر تھا کھجور اور پانی پر بسر اوقات تھی باہمہ کثرت عیال اور کنبے کے باوجود اتنی فتوحات کے باوجود اس قدر شاگرد پیشہ کے بیبیوں کے واسطے قرآن میں حکم ہوتا ہے۔ یا ایھا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا و زینتھا فتعالین امتعکن و اسرحکن سراحا جمیلا (سورۃ احزاب سیپارہ ۲۱)۔

اگر تعظیم کا خیال ہو تو نظر کرو۔ عباس آپکے چچا فرماتے ہیں ماکان احد من الصحابہ ………… رسول اللہ وکانوا اذا رأوہ لم یقوموا

---

لہ اور یہ کہ سجدہ کے ہاتھ پاؤں حق اللہ کا ہے سو مت پکارو اللہ کے ساتھ کسیکو اور یہ کہ جب کھڑا ہو اللہ کا بندہ اُسکو پکارتا لوگ کرنے لگتے ہیں اس پر ٹھٹھ تو کہہ میں تو یہی پکارتا ہوں اپنے رب کو اور شریک نہیں کرتا اُس کا کسیکو۔ تو کہہ میرے ہاتھ میں نہیں تمہارا بُرا اور نہ راہ پر لانا تو کہہ مجھکو نہ بچاویگا اللہ کے ہاتھ سے کوئی اور نہ پاؤنگا اُس کے سوا کہیں سرک رہنے کو جگہ ۔ لہ اور حدیث میں آیا ہے جعلت لی الارض مسجداً۔ میرے لیے زمین مسجد بنائی گئی ہے مساجد کے معنی ہیں سجدہ کی جگہ۔ ۔ سٰہ سفارش لاتے ہیں اللہ کو تیری طرف ۱۲

لہ یہود و نصاری پر خدا کی لعنت ہو اُنھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنایا۔ میری بڑائی ایسی نہ کیجیو جیسے نصاریٰ نے مسیح بن مریم کی کی ۱۲ لہ اے نبی کہدے اپنی بیبیوں کو اگر ہو تم چاہتی دنیا کا جینا اور یہاں کی رونق تو آؤ کچھ فائدہ دوں تم کو اور رخصت کر دوں تم کو بھلی طرح سے

لہ کوئی بھی صحابہ کرام کو محمد رسول اللہ سے بڑھکر پیارا نہ تھا اور صحابہ کا طریق نہ تھا کہ جب آپکو دیکھتے تو کھڑے ہوتے۔

# دُنیا میں سب سے بڑا آدمی کون ہُوا ہے؟

## اَلْفَضْلُ مَا شَہِدَتْ بِہِ الْاَعْدَآءُ

(ایک عیسائی کے قلم سے)

بیروت (شام) کے اخبار "وطن" نے اپنے ملکی فاضلوں سے سوال کیا تھا کہ وہ بتائیں کہ دُنیا میں سب سے بڑا آدمی کون ہُوا ہے اور ملک شام کا سب سے بڑا شخص کون ہے جواب دلائل کے ساتھ ہو۔ اس سوال کے یوں تو بہت سے جواب موصول ہُوئے لیکن ان میں سے ایک نامور عیسائی اہل قلم داؤد آفندی مجاعض کا جواب اپنی نوعیت میں نرالا اور نہایت دلچسپ ہے۔ جس کا ترجمہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ فاضل مضمون نگار لکھتے ہیں:۔

"دُنیا میں سب سے بڑا آدمی کون ہوا ہے اور وہ کیوں بڑا آدمی مانا جاتا ہے؟ دُنیا میں سب سے بڑا آدمی وہ ہے جسنے صرف دس سال کے قلیل زمانہ میں ایک محکم دین اور اعلیٰ درجہ کا فلسفہ۔ طریق معاشرت اور قوانین تمدن وضع کئے۔ قانون جنگ کی کایا پلٹ دی اور ایک ایسی قوم اور سلطنت بنا دی کہ وہ عرصہ دراز تک دُنیا پر حکمران رہی اور آجتک زمانہ کا ساتھ دے رہی ہے اور لطف یہ ہے کہ وہ شخص باوجود ایسے عظیم اور بے مثل کام کرنے کے محض ناخواندہ تھا۔ وہ مرد گرامی اور رجل اعظم محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب۔ قرشی۔ عربی۔ مسلمانوں کے نبی ہیں۔" نبی عربی (صلعم) نے اپنے عظیم الشان کام اور مقصد کی تمام ضرورتیں فراہم کر دی ہیں جن کی وجہ سے ان کی اُمت اور پیرووں کو اور اُس سلطنت کو جس کا سنگ بنیاد نبی ممدوح نے رکھا تھا دُنیا میں دائم قائم رہنے اور پھلنے پھولنے کے اسباب نہایت وفور کے ساتھ میسر ہُوئے۔ کیونکہ اگر ایک مُسلمان تمام باتوں سے قطع نظر کرکے اور اس کے ………… اقوال کو چھوڑ کر فقط قرآن اور حدیث صحیح کا مطالعہ اور اُن کے احکام وہدایات کی سچی پابندی کرے تو اسے اپنے دین و دُنیا کے تمام اہم امور ان ہی میں ملجاتے ہیں اور وہ اپنی دونوں حالتوں کو بخوبی سدھار سکتا ہے۔ نبی موصوف نے مُسلمانوں کے لئے ایک کانفرنس بھی مقرر کر دی جس کا سالانہ اجلاس ہر سال مکہ (مکرمہ) میں ہُوا کرتا ہے حج کا صرف اسی پر فرض کیا جانا جس کو سواری اور سامان سفر کی استطاعت ہے اور غیر مستطیع کے ذمہ سے حج کو اُتار دینا یہ معنی رکھتا ہے کہ قوم کے مالدار اور ممتاز افراد سالانہ ایک جگہ مجتمع ہو کر اپنی سوسائٹی کے معاملات پر بحث اور اس کے سیاسی علمی اور باہمی اعانت۔ ہمدردی کے خیالات کو تازہ کریں۔ نبی عربی (صلعم) نے ہر مسلمان پر زکوۃ فرض کرکے فقیر کی پریشان حالی کا دفعیہ کر دیا ہے۔ اگر مُسلمان اس صدقہ کو مقررہ پابندی سے ادا کرتے رہیں تو قوم میں فقیر و گدا کہیں موجود ہی نہ رہے۔ اور آمد و خرچ کا باقاعدہ حساب رکھنے سے کفایت شعاری ہی خود بخود پیدا ہو جائے۔

قرآن کا عربی زبان میں ہونا اور ہر مسلمان پر اُسکو عربی زبان ہی میں سمجھنے کی پابندی ہے۔ اس عظیم الشان آدمی نے اسلام کی ایک زبان بھی مقرر کر دی ہے۔ کیونکہ اگرچہ تمام مسلمانوں پر خود براہ راست عربی زبان حاصل کرکے قرآن کے فہم کا حصول لازمی نہیں۔ لیکن علماء اور مجتہد اماموں پر تو ضرور واجب ہے۔ اور اسی وجوب کو مسلمانوں کے لئے ایک عام زبان مقرر کرنے کا ذریعہ تسلیم کیا جاسکتا ہے۔

نبی (عربی صلعم) نے ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر افضل ہونے کا ذریعہ صرف پاکبازی اور خدا ترسی کو قرار دیکر افراد قوم کے لئے ترقی کرنے اور نامآور ہونے کا راستہ بنا دیا ہے۔ اسلام کی حکومت اصل میں سچی جمہوری حکومت تھی۔ مُسلمان اپنے حاکم و سردار کو خود چن لیا کرتے تھے۔ جسکو خلیفہ کہتے ہیں کچھ عرصہ تک مُسلمان اس طریقہ کی پیروی کرتے رہے۔ چنانچہ خلافت کی بیعت اسی حاکم کے انتخاب کا ایک رمز اور جمہوری حکومت کا نشان ہے۔

نبی (عربی صلعم) نے یہ کہہ کر کہ کسی عرب کو غیر عرب پر اور غیر عرب کو عرب پر کوئی فضیلت نہیں" غیر عرب آدمیوں کے لئے قبول اسلام میں آسانی پیدا کر دی اور یہ ارشاد کرکے کہ "تمام مخلوق خدا کا کنبہ ہے" اور جو شخص کنبہ الٰہی کو زیادہ نفع پہنچاتا ہے وہی خدا کا پیارا ہے" غیر مسلم اقوام کے لئے اسلامی ممالک اور حکومتوں میں بآرام زندگی بسر کرنے کا سامان کر دیا۔

نبی (عربی صلعم) نے انسان کی خانگی زندگی پر بھی گہری نظر ڈالی اور شادی بیاہ کے معاملات نسل بڑھانے اور ترکہ و میراث تقسیم کرنے کی ہدائتیں مرتب کیں اور عورت کی شان بڑھا دی۔

معاملات دُنیا پر نظر فرما کر لوگوں کے کاروبار اور جھگڑوں اور قضیوں کے فیصل کرنے کے قوانین وضع کئے اور حکمرانی کے آئین بنائے۔ اُنھوں نے سلطنت کے مالی صیغہ کو بھی چھوڑا اور اس غرض سے بیت المال (خزانہ عامرہ) کے قوانین وضع کئے۔ علم کی طرف ان کی توجہ بہت زیادہ مبذول تھی۔ اُنھوں نے علم و حکمت کو مومن کا گم گشتہ مال قرار دیا اور مسلمانوں کو ہدایت کی کہ علم ضرور طلب کریں خواہ اُس کے لئے اُنھیں اقصائے مشرق کا سفر کرنا پڑے۔ اسی ہدایت کا نتیجہ تھا کہ مسلمانوں نے علم و ہنر کی ہر شاخ کی خوشہ چینی کی اور فضل علم و کمال کا کوئی دروازہ ایسا نہیں رہنے دیا جسکو اُنھوں نے نہ کھولا ہو۔

مسلمانوں کے ایام عروج میں علم کو جو فروغ حاصل ہوا ہے دُنیا اور دُنیا کی تاریخ اس کی شاہد ہے۔ اور رہیگی۔ پس کیا جسنے یہ تمام کام کئے ہوں وہ دنیا میں سب سے بڑا نہوگا۔

# سیرۃ النبیؐ کا ایک ورق

## ایڈیٹر الحکم کا ایک لیکچر

برادران اسلام و عزیزانِ وطن! میں چاہتا ہوں۔ کہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ پر کچھ بیان کروں۔ یہ مضمون میرے لئے جس قدر لذیذ اور دلچسپ بلکہ دل خوش کن ہے۔ اسی قدر زیادہ بحث طلب اور وسعت چاہتا ہے۔ اس تھوڑے سے وقت میں جو مجھے مل سکتا ہے۔ اس عظیم الشان کامل انسان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک سیرۃ کا میں بہت ہی مختصر حصہ آپ کو سُنا سکتا ہوں

میں نہایت افسوس اور دلی رنج کے ساتھ اس امر کو ظاہر کرتا ہوں۔ کہ مسلمانوں کی حالت علمی اور عملی پہلو سے ایسی گر گئی ہے۔ کہ وہ اپنے سید و مولیٰ۔ آقا اور محبوب کے حالات زندگی تک سے ناواقف ہیں۔ اور بہت ہی تھوڑے لوگ ہوں گے۔ جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک اور مطہر زندگی پر غور کُن نظر کی ہو۔ اور اسے ایک قابل قدر مضمون سمجھ کر مطالعہ کیا ہو۔ اور اس سے بھی بڑھ کر افسوس ہے اُن لوگوں پر جنہوں نے **تصنیفات و تالیفات** کے اہم کام کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ مگر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی کو سلیس اردو میں لکھ کر وہ اپنے بھائیوں کے ہاتھ میں نہ دے سکے۔ اس کے بعد اس کی اشاعت کی طرف بھی جہاں تک میرا خیال ہے۔ توجہ نہیں ہوئی۔ بہرحال مسلمان (اِلّا ماشاء اللہ) اپنے محبوب و مولا آقا کے حالات زندگی سے ناواقف ہیں۔ اور یہ امر میرے جیسے مذاق کے آدمیوں کے لئے سخت رنجدہ ہے۔ خصوصاً اُن ایام میں جبکہ قسم قسم کے ناپاک حملے ہو رہے ہیں۔ اس وقت بھی اور ہمیشہ ضرورت رہی ہے اور رہے گی۔ کہ مسلمانوں کے بچے۔ ان کے جوان۔ ان کے بوڑھے ان کی عورتیں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی سے واقف ہوں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

**لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ**

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشوا زندگی تمہارے لئے بہترین **نمونہ** ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جس رنگ میں رنگین کرنا چاہا ہے اور اسلام کی جو **غرض و غایت** ہے۔ اُس کا اکمل اور اتم نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ لیکن اگر ہم آپ کے حالات سے ہی ناواقف ہیں۔ تو اس نمونہ سے کیا فائدہ اُٹھا سکیں گے۔

**صاحبان!** اس دنیا کا جس میں اللہ تعالیٰ نے ہم کو اپنی مشیت سے رکھا ہے۔ نظام ہی ایسا بنایا ہے۔ کہ بغیر مل کر رہنے اور صحیح تمدن کے اس کا کارخانہ بارونق نہیں ہو سکتا۔ یہ بالکل سچ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر تھا۔ کہ جنگلی جانوروں کی طرح ہماری فطرت بھی ایسی ہی بنا دیتا۔ کہ ہر ایک کا سود و زیاں اس کی اپنی ہی ذات سے وابستہ ہوتا۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو۔ کہ حیوانات کی غرضیں اُن کے پیٹ اور شرمگاہ سے آگے نہیں جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ انہیں تمدن کی ضرورت نہیں۔ انسان کا باہم مل کر رہنا اور متمدن ہستی ہونا ہی اس امر کی دلیل ہے۔ کہ اس کی خواہشوں اور تقاضوں کی کوئی حد بست نہیں ہے۔ فی الحقیقت یہی ایک ہستی ہے جس کی خواہشوں کا حلقہ مرئی اور مشہود چیزوں سے بہت آگے نکل گیا ہوا ہے۔ اور یہ ہمیشہ ان دیکھی خواہشوں اور غیب کی تلاش میں رہتا ہے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ کہ انسان مل کر رہیں۔ اور اس کا نام ہی انسان رکھا۔ جس کے معنے ہیں۔ دو محبتوں کا مجموعہ۔ ایک محبت اپنے خالق کے ساتھ اور دوسری اپنی نوع کے ساتھ۔ اسی فطرت کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے مذہب اسلام کو پسند کیا۔ جیسا کہ فرمایا۔

**ان الدین عند اللہ الاسلام۔**

اور **اسلام** کی حقیقت کیا ہے۔ مختصر الفاظ میں یہ کہ انسان قربانی کی طرح اپنی گردن اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے رکھدے اور اس کے وجود کے تمام پُرزے اور نفس کی تمام قوتیں اسی کام میں لگ جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے لئے ایک **وقف** تام اختیار کرے۔ ایک طرف یہ وقف اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔ جس میں اللہ تعالیٰ کے امر کی تعظیم پائی جاوے۔ اور دوسری طرف اس کی مخلوق کے لئے جس میں شفقت علیٰ خلق اللہ ہو۔ غرض **انسان** مختلف اخلاق اور طبیعتیں رکھتا ہوا بھی ایک **متمدن ہستی** بنایا گیا ہے اور باہم مل کر رہتا ہے اور رہنا چاہتا ہے۔ ایسی حالت اور بصورت میں باہم مخالف طبائع کی وجہ سے **فساد** کا ہو جانا بھی ممکن نہیں ضروری تھا۔ اس لئے اس انتظام کو درست رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ایسے **نفوس قدسیہ** ارسال کئے ہیں۔ جن کا ایک حصہ اوپر سے تعلق رکھتا ہے اور ایک حصہ نیچے سے یعنے وہ خدا اور انسان میں بطور واسطہ ہوتے ہیں۔ اور وہ اس قسم کے انسان ہوتے ہیں جن کی فطرت نے کچھ حصہ صفات لاہوتی سے لیا ہو۔ اور کچھ حصہ صفات ناسوتی سے۔ تا باعث **لاہوتی** مناسبت کے خدا سے فیض حاصل کریں۔ اور بباعث **ناسوتی** مناسبت کے اس فیض کو جو اوپر سے لیا ہے نیچے کو یعنی بنی نوع کو پہنچا دیں۔

اس مقام پر **لاہوتی** اور **ناسوتی** اصطلاحوں کی کسی قدر تشریح کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ میں اس موقعہ پر **تصوف** کے اسرار بیان کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ اور نہ اس کو جہ سے میں واقف۔ اس لئے جو کچھ میں نے اپنے اس مرحلہ اور مقام کے متعلق اپنے مرشد و آقا سے سمجھا ہے اور جو عام فہم ہے۔ اُسے ہی بیان کر دینا کافی سمجھتا ہوں۔

**انسان** اپنی طبعی حالت میں سلوک کی پہلی منزل پر ہوتا ہے اور کھاتا ہے پیتا ہے چلتا ہے۔ سو اسی حالت میں ہوتا ہے۔ کہ ناگاہ حضرت باری کی نظر اس پر پڑتی ہے۔ اور وہ ایک **جذبہ قویہ** کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف کھینچا جاتا ہے۔ اور ایک واعظ باطنی اس کی رہنمائی کرتا ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ مجذوب بھی کہلاتا ہے۔ اور **لاہوتی** حالت سالک کی انتہائی حالت ہوتی ہے۔ اس میں صرف یہی نہیں۔ کہ وہ اپنے ہوا و ہوس سے خلاصی پا لیتا ہے۔ بلکہ کلّی اپنی ہوا و ہوس اور نیز اپنے ارادہ سے محو ہو جاتا ہے۔ تب انسان خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ایسا ہوتا ہے۔ جیسا مردہ بدست زندہ۔ اور **الوہیت** اس فانی پر اپنی **تجلیات تامہ** ڈالتی ہے۔ اور ارادات ربانی علیٰ وجہ البصیرۃ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں۔ اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے صاحب علم صحیح ہوتا ہے۔ اور ہر ایک ابتلا اور آزمائش سے باہر آ جاتا ہے۔ اور یہ مرتبہ ملائک سے بھی برتر ہے۔ بلکہ وہ ملائکہ کا بھی **مسجود** ہو جاتا ہے۔ یہ اعلیٰ مقام ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی حاصل ہوا ہے۔ اور قرآن مجید ان ہر دو مقامات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ **قل انما انا بشر مثلکم**۔ کہدو۔ میں تمہارے جیسا ایک بشر ہوں۔ یہ اسی **ناسوتی** تعلق اور مناسبت کا ذکر ہے اور پھر فرمایا **یوحی الیّ**۔ یہ اس **لاہوتی** مقام کی طرف اشارہ ہے۔ جہاں کامل بصیرت اور کامل صلاحیت عطا ہوتی ہے اور وجود بشری بالکل اُٹھ جاتا ہے۔ اور کوئی حجاب اللہ تعالیٰ اور اُس کے درمیان حائل نہیں رہتا۔ اور اس حالت میں **معرفت** کامل ہوتی ہے اور عارف کا اکل و شرب اور ہر ایک ما بہ اللاحتظاظ اس کے شعور اور ارادہ سے نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک پودے کی طرح بے حس و حرکت ہوتا ہے۔ مالک خود اس کی آبپاشی اور نگہداشت کرتا ہے۔ اس کو اس طرف خیال بھی نہیں آتا کہ میں کیا کھاؤں گا اور کیا پیوں گا۔ بلکہ خود خداوند کریم اس ہستی اور وجود کا جو الٰہی **محبت** کے سخت جذبہ سے کھینچا گیا اپنے وجود اور نفع و نقصان کے **فکر** سے کھویا گیا ہے۔ آپ متولی ہو جاتا ہے۔ یہانتک کہ اس کے دوستوں کا آپ دوست اور اس کے دشمنوں کا آپ دشمن بن جاتا ہے۔ غرض اس کے سب کاموں کو آپ سنبھالتا ہے۔ اور آپ اس کی نگہداشت اور تربیت فرماتا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو یہ **مقام** جو قرب الٰہی کا سب سے اعلیٰ مقام ہے۔ حاصل ہوا ہے اور چونکہ مقام **شفاعت** یہی ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی حقیقی **شفیع** ہیں۔ **غرض** وہ **نفوس قدسیہ** جو انسان اور خدا میں واسطہ ہوتے ہیں۔ اُن کو دو تعلق عطا کئے جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی **محبت تامہ** کی وجہ سے اس فیض کو کھینچنے اور پھر مخلوق کی **محبت تامہ** کی وجہ سے وہ فیض ان تک پہنچاتے۔

اسی مقام کی طرف اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے **ثم دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ**۔ یعنے یہ رسول خدا کی طرف چڑھا۔ اور جہاں تک امکان میں ہے۔ خدا تعالیٰ سے نزدیک ہوا اور قرب سے تمام کمالات کو طے کیا۔ اور لاہوتی مقام سے پورا حصہ لیا۔ اور پھر ناسوتی مقام کی طرف رجوع کیا۔ یعنی عبودیت کے انتہائی نقطہ تک اپنے تئیں پہنچایا۔ اور بشریت کے پاک **لوازم** یعنی بنی نوع کی ہمدردی اور محبت سے جو ناسوتی **کمال** کہلاتا ہے پورا حصہ لیا۔ لہٰذا خدا تعالیٰ کی محبت میں ایک طرف کمال تام تک پہنچا۔ پس چونکہ وہ کامل طور پر خدا سے قریب ہوا۔ اور پھر کامل طور پر نوع انسان سے قریب ہوا۔ اس لئے دونوں طرف سے مساوی قرب کی وجہ سے ایسا ہو گیا۔ جیسے دو قوسوں میں ایک **خط** یعنے وتر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ کمال محبت اور ارتباط اور **فنا فی اللہ** ہی کا جذبہ تھا۔ جو آپ کے لئے قرآن مجید فرماتا ہے۔

**ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ**

اور دوسری طرف نوع انسان کے ساتھ شدید محبت اور مناسبت تھی جو آپ کے مُنہ سے نکلتا ہے۔ **انما انا بشر مثلکم**۔ مختصر یہ کہ ان لوگوں میں (جو انسان اور خدا کے درمیان بطور واسطہ

ہوتے ہیں۔ اور جو نوع انسان کے تزکیہ اور اصلاح کے لئے مامور ہوکر آتے ہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بلند مقام اور مرتبہ پر ہیں۔ اور یہی وہ سر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام کمالات نبوت و رسالت ختم ہو گئے۔ اور نہ صرف نبوت و رسالت کے کمالات بلکہ کامل انسانیت بھی آپ ہی کی ذات والا صفات پر ختم ہو گئی۔ میں اسی کامل الانسان کامل مزکی معلم کی سیرۃ کی چند باتیں تمہیں سُنانی چاہتا ہوں۔ اور میری غرض اس سے یہ ہے۔ تا ہم میں اپنے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی معلوم کرنے کا جوش اور جذبہ پیدا ہو۔ اور پھر اس جوش سے ہم آپ کی کامل اتباع کی کوشش کریں۔ صاحبان! مجھے قرآن مجید کے ساتھ ایک خاص محبت ہے۔ اور میں اس امر کو تحدیث بالنعمۃ کے طور پر ظاہر کرتا ہوں کہ قرآن مجید کے سمجھنے کا ایک ذوق سلیم اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے والحمد للہ علی ذالک۔ اس لئے میں اپنے اس بیان کو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کے متعلق ہے۔ قرآن کریم سے ہی مبرہن کرنا چاہتا ہوں۔

میں نے اس مضمون کے شروع میں کہا ہے۔ کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر حرکت و سکون آپ کا ہر قول و فعل ہمارے لئے نہیں نہیں کل نوع انسان کے لئے ایک کامل اور عمدہ نمونہ ہے۔ جس سے بہتر اور ممکن ہی نہیں۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کا ایک ورق اور ایک واقعہ بھی ہمارے ہاتھ میں نہ ہوتا اور فقط اتنا ہی حصہ ایک آیت کا دنیا میں موجود ہوتا۔ تب بھی آپ کی سیرۃ کمال خوبصورتی کے ساتھ دُنیا میں پیش ہو سکتی تھی۔ کیونکہ فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کے الفاظ میں جو خوبصورتی اور مضمون بھر دیا گیا ہے۔ میں قدرت نہیں رکھتا۔ کہ اس وقت پوری وضاحت سے اس کو بیان کر سکوں اس سے پایا جاتا ہے کہ جس قدر کتب اخلاق کی کتابیں حقوق و فرائض کے قوانین دُنیا کی متمدن قوموں نے آج وضع کئے ہیں یا نہایت قیامت تک ضرورت وقت کے لحاظ سے لکھی جائینگی۔ نیکی اور خوبی کے تمام پہلوؤں پر حاوی اور جامع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل ملیگا اور اس سے بہتر کبھی کوئی ہدایت نہ مل سکیگی۔

یہ معمولی بات نہیں۔ معمولی دعویٰ نہیں۔ جو ہر شخص کے مُنہ سے نکل سکے اور ہر شخص کے لئے کیا جا سکے۔ تیرہ سو سے زائد سال سے یہ تحدی خدا تعالیٰ کی مجید کتاب میں موجود ہے۔ زمانہ نے بہت بڑی ترقی کی ہے۔ تہذیب و شائستگی کا زمانہ اس زمانہ کا نام رکھا جاتا ہے۔ (اگرچہ میری ذاتی رائے یہ ہے۔ کہ جاہلیت کی طرف زمانہ آگیا ہے) لیکن ابھی تک کوئی ایسی بات جو اعلیٰ درجہ کے اخلاق اور انسانی کمال اور روحانی ترقی کی ہمارے سامنے نہیں آئی۔ جس کی نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل میں نہ ملتی ہو۔

یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا آئینہ ہے۔ اور اس کی وقعت اور عظمت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دائرہ ہدایت کسی خاص قوم یا ملک کے لئے نہیں کھینچا گیا تھا۔ یا آپ کسی خاص بدی اور برائی کی اصلاح کے لئے مبعوث نہیں ہوئے تھے قرآن مجید سے اور کتب سابقہ کے مطالعہ سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ سے پہلے جسقدر نبی آئے تھے۔ وہ کسی خاص قوم اور ملک کے لئے آتے تھے۔ اور بعض خاص خاص برائیوں کی اصلاح کے لئے آئے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دائرہ ہدایت بہت وسیع ہے۔ آپ کے لئے جو ماموریت کا پروانہ نازل ہوتا ہے۔ وہ

قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا

کے الفاظ اپنے اندر رکھتا ہے کہنے کو تو یہ چند لفظ ہیں اور ایک اندھا حقائق سے ناآشنا محض کہہ سکتا ہے کہ معمولی بات ہے مگر جو دل رکھتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے اور جو کان رکھتا ہے۔ وہ سنتا ہے۔ اور جو آنکھیں رکھتا ہے وہ دیکھتا ہے۔ کہ یہ معمولی الفاظ نہیں ہیں۔ اگر یہ معمولی الفاظ تھے یا ہو سکتے ہیں تو بتاؤ موسیٰ ابن عمران علیہ الصلوٰۃ والسلام یا عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کیوں یہی لفظ نہیں بولتے۔ کیوں ایک اولاد اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے رستگاری دینا اپنا مشن قرار دیتا ہے۔ اور دوسرا اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کی تلاش اپنا کام بتاتا ہے؟ اس کی جڑ یہی ہے۔ کہ جس کو یہ قوت۔ یہ طاقت اور منصب نہیں ملا۔ وہ کیونکر کہہ سکتا ہے۔ کہ میں نوع انسان کے لئے رسول ہو کر آیا ہوں۔ اس لئے بڑی جرأت اور دلیری کے ساتھ یہ کہتا ہوں۔ کہ کسی نبی کو یہ قوت اور یہ شوکت وجلال نہیں ملا۔ جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا۔ اس مشن اور رسالت کا بار گراں اُٹھانے والا ایک ہی وجود تھا۔ جس کے دل و دماغ میں اس رسالت کے دائرہ کی وسعت کے موافق قوت اور طاقت موجود تھی۔ اور یہی وہ سر ہے۔ جس کو عام لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ قرآن مجید میں دو عظیم الشان نبیوں کا ذکر آتا ہے۔ ایک کا نام موسیٰ علیہ السلام اور دوسرا صاحب قرآن جو مثیل موسیٰ کہلاتا ہے۔ مگر موسیٰ ابن عمران دعا کرتے ہیں رب اشرح لی صدری۔ اے میرے رب میرے سینہ کو کھولدے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محل انعام میں ذکر ہوا۔ الم نشرح لک صدرک۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ہم نے تیرے سینہ کو کھولدیا ہے۔ موسیٰ کو دعا کی ضرورت تھی اس لئے کہ وہ عظیم الشان مشن پر مامور ہو کر نہ آئے تھے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے آپکی بعثت کے ساتھ ہی آپ کو وہ دل و دماغ اور وہ قوتیں اور طاقتیں عطا کی تھیں۔ جو کسی انسان کو دُنیا میں کبھی نہیں ملی ہیں۔ اور نہ مل سکتی ہیں۔ یہ داد الہی ہے۔ جس کے دل و دماغ میں چاہے۔ اس قسم کی طاقتیں رکھدے۔ اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ کہ اس امانت حقہ کا اصل حامل کون ہے؟ ہر ایک کا کام نہیں کہ اس راز کو سمجھ سکے۔ اور ہر ایک کے مُنہ میں ایسی زبان نہیں۔ جو انی رسول اللہ الیکم جمیعا کا دعویٰ کر سکے؟ یہ صرف ایک ہی شخص کا کام تھا۔ جو جائز اور بجا طور پر محمد کہلایا صلی اللہ علیہ وسلم۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک نام بھی آپ کی سیرۃ کے معلوم کرنے کی ایک کلید ہے۔ دُنیا میں بہت سے لوگ اپنے بچوں اور عزیزوں کے عجیب عجیب معنی خیز نام رکھتے ہیں۔ مگر فی الحقیقت اس نام والے میں وہی کیفیت پیدا ہو جانا یہ آسان امر نہیں۔ بلکہ یہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل کی بات ہو سکتی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کا محمد ہونا تو ایک اعجاز ہے۔ جس کو آنکھ کے اندھے اور حُسن کانشنس والے سمجھ بھی نہیں سکتے۔ محمد کے معنے ہیں بہت ہی تعریف کیا گیا۔ دُنیا میں یہ عام قاعدہ ہے۔ کہ جس قدر کوئی قابل تعریف کام کرتا ہے۔ اُسی قدر اُس کی تعریف ہوتی ہے۔ پہلے نبی خاص قوموں اور خاص وقتوں کے لئے آتے تھے۔ اور ان کی ذات سے کوئی عظیم الشان اصلاح وابستہ نہ ہوتی تھی۔ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلاح عظیم الشان اصلاح تھی۔ اور اسی لئے آپ ہی اس نام مبارک کے مستحق تھے۔ چونکہ اس وقت دُنیا سے خدائے قدوس کی عبادت اور توحید گم ہو چکی تھی۔ اور دُنیا کے ہر حصہ کی حالت بگڑ گئی تھی۔ اس لئے حمد الٰہی کو دُنیا میں قائم کرنے والا ہی جائز حق رکھتا تھا۔ کہ وہ محمد کہلائے۔ یہ بالکل سچ ہے۔ اور دُنیا کی تاریخ اس امر کی موید ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تاریکی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ اور آپ نے ایک خارستان میں قدم رکھا تھا۔ ہم احمدی اس بات پر ایمان رکھتے ہیں۔ کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو الگ کیا جاوے۔ اور کل نبی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک مبعوث ہو چکے تھے۔ سب کے سب اکٹھے ہو کر وہ کام اور اصلاح کرنا چاہتے۔ جو حضرت خاتم الانبیاء کے ذریعہ ہوئی۔ تو ہرگز نہ کر سکتے۔ اس لئے کہ انہیں وہ دل اور وہ قوت نہ ملی تھی۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تھی۔ ہم تمام انبیاء علیہم السلام کی عزت اور تکریم اور ان پر ایمان لانا اپنا فرض یقین کرتے ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کل انبیاء علیہم السلام کا سرتاج اور امام ماننا ہی ایمان سمجھتے ہیں۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے جو ہمارے ایمان کا جزو اعظم اور ہمارے رگ و ریشہ میں ملی ہوئی بات ہے۔ میرے دوستو! اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات پیش آمدہ کا علم ہو۔ اور یہ معلوم ہو۔ کہ اس وقت دُنیا کی کیا حالت تھی۔ اور آپ نے آکر کیا تغیر کر دیا۔ تو انسان وجد میں آکر اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم کہہ اُٹھتا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ یہ خیالی اور فرضی بات نہیں ہے۔ قرآن شریف اور دُنیا کی تاریخ اس امر کی شہادت دیتی ہیں۔ کہ نبی کریم نے کیا کیا ورنہ وہ کیا بات تھی۔ جو آپ ہی کے لئے مخصوصاً فرمایا گیا

ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔

صاحبان! یہ غور کرنے کا مقام ہے۔ اس سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان کا پتہ لگتا ہے۔ مجھے ہمیشہ ان نادانوں پر افسوس ہوا کرتا ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات زندگی کا مقابلہ ایسے لوگوں سے کرتے ہیں۔ جو اپنی جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کوئی پوزیشن رکھتے ہی نہیں۔

جو دعوی سرور کائنات نے کیا کہ میں نوع انسان کا رسول ہوں۔ یہ کسی دوسرے کی زبان سے نہیں نکل سکا۔ ایسے شخص کی اولوالعزمی اور ہمت اور بلند نظری پر غور تو کرو۔ کہ وہ کس قدر زبردست اور کامل قوی کا مالک ہوگا۔ جو مختلف قوموں کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا۔ جن میں مختلف طبیعت۔ مختلف عمروں۔ مختلف ملکوں

اور مختلف قویٰ اور مختلف خیال کے لوگ داخل ہیں۔ اُن کے لئے ایک ہی ہدایت نامہ دینا جو یکساں مفید اور مؤثر ہو۔ کیا آسان ہو سکتا ہے؟

اور پھر سب کی تربیت کر کے دکھا دینا اور تربیت بھی جسمانی نہیں **روحانی** تربیت **خداشناسی** اور معرفت کی باریک سے باریک باتوں اور اسرار سے پورا واقف بنا دینا اور نری تعلیم ہی نہیں۔ بلکہ عامل بنا کر دکھا دینا۔ یہ کوئی چھوٹی سی بات ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ ہم مانتے ہیں کہ دُنیوی اغراض و مقاصد کے لئے لوگ جمع ہو سکتے ہیں۔ مگر ہمیں اس کی نظیر بتاؤ کہ محض اللہ کے لئے۔ پھر ایسے وقت میں کہ اللہ تعالیٰ کے **جلالی نام** سے دُنیا ناواقف ہو۔ اور بلا اس کا اقرار کرنا لاکھوں بلاؤں کو برسر لینا ہو۔ کیونکہ آپؐ یہ پیغام دُنیا کی اس عربدہ جو قوم کو دیتے ہیں۔ جو قتل و غارت میں عدیم المثل ہو۔ اور پیغام دینے والا اُن کی **محبوب ترین** چیز مذہب کو اُن کے ہاتھ سے لیتا ہو۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان جذب نہ ہو۔ کہ بے اختیار لوگ کھیچے چلے آئیں۔ اور تمام تکالیف اور مصائب اپنے اندر ایک لذت پیدا کر لیں۔ ہو نہیں سکتا۔ اب اس اصل کو مدنظر رکھکر تھوڑی دیر کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت کے وقت پر غور کرو۔ اور آپؐ نے جو جماعت اس حالت میں تیار کی۔ اُن کے حالات پر نظر کر جاؤ۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ فی الحقیقت آپ ہی اس قابل تھے کہ محمدؐ کہلاتے۔

میں آپ کو حضور کی کس کس **اعجازی زندگی** کا نقشہ کھینچکر دکھاؤں۔ میرے دوستو! آپ کی ہر حرکت اور ہر ادا ایک نور اپنے اندر رکھتی ہے۔ جن کے ذریعہ ہم ہزارہا قسم کی ظلمتوں اور تاریکیوں سے نکل آتے ہیں۔ مگر آہ! ہم اسے دیکھیں بھی۔

میں بڑی **دلیری** سے اس مجمع عام میں کہتا ہوں۔ کہ آپؐ کے **صدق نبوت پر سب سے بڑا نشان آپ کی زندگی** ہے۔ آپؐ کی زندگی کے دو پہلو تھے۔ **جلالی** اور جمالی۔ اور اسی وجہ سے آپؐ کے دو نام تھے۔ محمدؐ اور احمدؐ۔ ان دونوں ناموں میں دو کمال جدا جدا ہیں۔ محمدؐ جلالی نام ہے اور کبریائی کو چاہتا ہے جو نہایت درجہ تعریف کیا گیا۔ اور اس میں ایک معشوقانہ رنگ ہے۔ کیونکہ معشوق کی تعریف کی جاتی ہے۔ اور احمدؐ اپنے اندر عاشقانہ شان رکھتا ہے۔ کیونکہ تعریف کرنا عاشق کا کام ہے۔ اور وہ اپنے محبوب و معشوق کی تعریف کرتا رہتا ہے۔ اس لئے جیسے محمدؐ محبوبانہ شان میں جلال اور کبریائی کو چاہتا ہے۔ اسی طرح پر احمدؐ عاشقانہ شان میں ہو کر غربت اور انکساری کو چاہتا ہے۔ اس میں سرّ یہ تھا۔ کہ آپ کی زندگی کی تقسیم دو حصوں پر مقدر تھی۔ ایک مکی زندگی جو تیرہ سال کی بعد بعثت کی ہے۔ دوسری مدنی زندگی۔ جو دس سال کی ہے مکی زندگی میں اسم احمدؐ کی تجلی تھی۔ اس وقت آپؐ کا کام دن رات اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ و زاری و بکا اور استعانت اور دعا میں گذرتی تھی۔ اگر کوئی شخص آپؐ کی بسر اوقات پر پوری اطلاع رکھتا ہو۔ تو اُسے معلوم ہو جائے۔ کہ جو تضرع و زاری آپؐ نے اس مکی زندگی میں کی ہے۔ وہ کبھی کسی عاشق نے اپنے محبوب و معشوق کی تلاش میں کبھی نہیں کی اور نہ کریگا۔ پھر آپؐ کی تضرع اپنے لئے نہ تھی۔ بلکہ یہ تضرع دُنیا کی حالت کی پوری واقفیت کی وجہ سے تھی۔ خدا پرستی کا چونکہ نام و نشان مٹ چکا تھا۔ اور آپؐ کی روح اور خمیر میں اللہ تعالیٰ ہی میں ایمان رکھکر ایک لذت اور سرور آچکا تھا اور فطرتاً دُنیا کو اسی لذت سے سرشار کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے دُنیا کی اس حالت پر گریہ و بکا تھا۔ یہاں تک کہ قریب تھا۔ کہ آپؐ کی جان نکل جاتی۔ اسی کی طرف قرآن مجید نے اشارۃً فرمایا۔

لعلک باخع نفسک ان لا یکونوا مومنین

یہ آپؐ کی مستغفرانہ زندگی تھی۔ اور اسم احمدؐ کا ظہور تھا۔ اس وقت آپؐ ایک عظیم الشان توجہ میں پڑے ہوئے تھے اس توجہ کا ظہور مدنی زندگی میں ہوا۔ جبکہ اسم محمدؐ کی تجلی جلوہ گر ہوئی۔ جیسا کہ اس آیت سے پتہ لگتا ہے۔

واستفتحوا وخاب کل جبار عنید

مکی زندگی میں آپؐ پر کس کس قسم کے مظالم روا رکھے گئے یہ داستان نہایت دردناک اور تیرہ برس کے مصائب کی لمبی داستان ہے۔ مگر یہ زمانہ مصائب اور مشکلات کا ان آئندہ **فتوحات** اور ترقیوں کے لئے بطور کلید تھا۔

الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک **سیرۃ** پر غور کرنے کے لئے آپؐ کے نام سے بھی استدلال ہوتا ہے۔ پھر اس عظیم الشان دعوےٰ کی صداقت جو نوع انسان کی طرف مامور ہو کر آنے کا ہے۔ پھر ان امور کی وضاحت اس حالت سے ہوتی ہے۔ جب آپ کی بعثت ہوئی۔ ایک شخص ایک ایسے طبقہ اور حلقہ میں رہ کر جہاں اس کے جذبات کو اپیل نہیں ہو سکتا۔ جہاں کی صحبت اور سوسائٹی اعلیٰ درجہ کی ہو۔ ایک حد تک نیک اور خوش اطوار ہو سکتا ہے لیکن ایک شخص اس قوم میں پیدا ہوتا ہے جو اپنی ہر قسم کی معروف بدکاریوں اور خطا کاریوں میں بڑھی ہوئی تھی۔ جن کے ہاں کوئی گناہ گناہ نہیں سمجھا جاتا۔ کوئی شریعت اور ہدایت ان کے پاس نہیں ہے۔ اُن میں وہ اپنی زندگی کا ایک زمانہ گذارتا ہے۔ اور وہ زمانہ نہایت اعلیٰ درجہ کا **قابل قدر** اور قابل نمونہ ہے۔

میرے دوستو! میں ایک امر کی طرف تمہاری توجہ مبذول کرانی چاہتا ہوں۔ دُنیا میں جسقدر ہادی اور رہنما گذرے ہیں۔ اُن میں اور ہمارے نبی کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم میں جہاں اور عظیم الشان امتیاز اور فرق ہے۔ وہاں ایک بات ایسی عجیب ہے۔ کہ جس طرح پر آپ کے **سوانح** محفوظ چلے آتے ہیں۔ کسی دوسرے کے نہیں ملیں گے۔ اور علاوہ بریں اخلاق کی تکمیل کے لئے جس قدر قوتیں اور شعبے انسان کو دیئے گئے ہیں۔ ان سب کا عملی نمونہ جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پایا جاتا ہے۔ کسی دوسرے کی زندگی میں وہ اس مکمل رنگ میں نہیں ملے گا۔

میں اس امر کے ماننے کے لئے تیار ہوں۔ کہ اگر ان ہادیوں اور رہنماؤں کو وہ اسباب اور مواقع ملتے تو کچھ شک نہیں ہو سکتا تھا۔ ان سے بھی اخلاق کا ویسا ہی صدور ہوتا۔ مگر میں کیا کروں۔ تاریخ اس امر کے بیان کرنے سے عاری ہے اور پتہ نہیں دیتی کہ فی الواقعہ ان سے ایسے اخلاق کا صدور ہوا بھی یا نہیں؟ بالقوہ ایک امر کا ہونا امر دیگر ہے اور بالفعل اس کا صدور ہونا شئے دیگر۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ کیسے عظیم الشان فخر اور فضل کی بات ہے۔ کہ آپؐ کو ایسے تمام اسباب میسر آئے کہ تمام انسانی کمالات اور **اخلاق** کا صدور آپؐ سے ہوا برخلاف دوسرے رہنماؤں کے۔ اور پھر یہ کیسی عجیب بات ہے۔ کہ آپؐ کے تمام واقعاتِ زندگی ہم تک محفوظ چلے آتے ہیں۔ برخلاف دوسرے نبیوں اور پیغمبروں اور راستبازوں کے کہ ان کے حالات محفوظ نہیں۔ بلکہ ہم یہ فخر سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا ان پر احسان نہ ہوتا۔ تو بعض کے حالات زندگی تو ایسے ملتے ہیں۔ کہ شائد دُنیا کو ان کی نبوت تو ایک طرف ان کو اعلیٰ درجہ کا نیک انسان ماننے میں بھی تامل ہوتا۔ مثال کے طور پر میں حضرت مسیح علیہ السلام ہی کا نام لیتا ہوں۔ اگر قرآن مجید آپ کی تطہیر نہ کرتا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ آپؑ کی نبوت کی تصدیق نہ ہوتی۔ تو موجودہ اناجیل کے ذریعہ تو کچھ بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ غرض ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے **واقعاتِ زندگی** اپنے اندر ایک **اعجازی طاقت** رکھتے ہیں۔ اور انہیں رکھنا بھی چاہیئے تھا۔ اس لئے کہ آپؐ **کل دُنیا** کے لئے اور ہمیشہ کے لئے **مبعوث** ہو کر آئے تھے۔ اور پھر آپؐ ہی کے لئے فرمایا گیا تھا۔ کہ آپؐ **ایک بہترین نمونہ** ہیں اگر آپؐ کے سوانح محفوظ نہ ہوتے تو نمونہ کیسے ہو سکتے۔ اور جبکہ آپؐ کے آنے کی غرض و غائت یہ تھی۔ کہ دُنیا پر اُس خدا کا جلال ظاہر کریں۔ جو مخلوق کی نظروں اور دلوں سے پوشیدہ ہو چکا تھا اور اس کی جگہ باطل اور بیہودہ معبودوں۔ بتوں اور پتھروں نے لے لی تھی اور گولڈن انڈیا کے رہنے والے جو لاکھوں کروڑوں برس سے وید کے گیان کی لہروں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اور اب اس زمانہ میں **توحید** کے مناد بنتے ہیں۔ اس وقت وہ ایسی ذلیل حالت میں پہنچ چکے تھے۔ کہ یہی نہیں کہ ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کے پوجاری تھے۔ بلکہ وہ کچھ ایسی پستی کی حالت میں گرے ہوئے تھے۔ کہ انسانی شرمگاہوں کے پوجاری تھے۔ اور اب تک بھی انڈیا کے تمام حصوں میں کم و بیش لنگ اور بھگ کی پوجا ہوتی ہے۔ انسانی شرمگاہوں کو معبود بنا لینے والی قوم کے اخلاق اور حالت کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے۔ یوں برا منانا تو امر دیگر ہے۔ مگر ایسی مکروہ حالت میں گری ہوئی قوم دُنیا کو گیان دینے کی مدعی ہو سکتی ہے۔ یہ فیصلہ طلب بات ہے خصوصاً ایسی حالت میں کہ وہ اس وقت اور اس کے بعد بھی کسی جدید گیان اور الہام کی مدعی نہ ہو۔

یہ امر بطور جملہ معترضہ کے آگیا۔ میرا مطلب یہ تھا۔ کہ چونکہ اس وقت حالت بگڑی ہوئی تھی۔ اس کی اصلاح کے لئے ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالی اور جمالی زندگی کا نمونہ دکھاتا پس آپ کو کامل نمونہ بنا کر بھیجا گیا۔ اس لئے جہاں آپؐ کو اسوہ حسنہ فرمایا۔ دوسری جگہ یہ حکم دیا۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم

یعنی ان کو کہہ دو۔ کہ اگر تم چاہتے ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جاؤ۔